سخندانِ فارس

جس میں

زبانِ فارسی کی تاریخ۔ زبانِ مذکور کی عہد بعہد کی ترقیوں اور اصلاحوں کا بیان
زمانۂ حال تک ایرانیوں کے رسم و رواج مشہور مصنفین کے نظم و نثر کے نمونے
طرزِ کلام میں وقت وقت کا انداز

از

شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد
سابق پروفیسر عربی گورنمنٹ کالج لاہور

۱۹۰۷ء

رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کے
مطبع مفید عام لاہور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

سخندانِ فارس مدت سے پھٹے پرانے کپڑوں میں پڑا سوتا تھا۔ کم فرصتی وقت کو ٹالتی تھی۔ یہاں تک کہ کل سے پرسوں۔ اور مہینوں سے برسوں ہو گئے جب بندۂ آزاد ایران سے آیا تو ہم زبانی کے جذبوں نے زور کیا۔ مصلحت نے کہا کہ اس وقت اُدھر کے خیالات تازے ہیں۔ سب سے پہلے اسے پورا کرنا چاہیے ناچار نظرِ ثانی شروع کی۔ فرصت کم۔ کام بہت۔ کئی مہینے گزر گئے۔ پھر بھی جس طرح جی چاہتا ہے۔ سرانجام نہ کر سکا۔ جانتا ہوں کہ حالتِ موجودہ اس کی مشتہر کرنے کے قابل نہیں۔ مگر کیا کروں انتظار فرصت میں ۱۵ برس گزر گئے۔ اب اہلِ طلب کے تقاضے غالب۔ اور دل مغلوب مروت ہے۔ خدا کے سپرد کر کے مطبع کے حوالے کرتا ہوں۔ الٰہی حسنِ قبول روزی کر ٭

دعا کا محتاج

بندۂ آزاد محمد حسین عفی عنہ

۵ر اگست ۱۸۸۷ء

کے رنگ روپ۔ ڈیل ڈول۔ رسم و رواج بدل دیتی ہے۔ اسی طرح لہجوں۔ آوازوں اور تلفظ کے فرق سے اُن کے لفظوں کے ڈیل ڈول اور عبارتوں کے جوڑ توڑ میں فرق آگیا۔ تم روز دیکھتے ہو کہ ایک دادا کی اولاد سے لڑکے بالے پھیل کر رنگ برنگ کے اشخاص ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ اُن کی زبان کی ایک اصل تھی جن سے لفظوں کی اولاد اور نسلیں پھیل کر نئی مخلوقات پیدا ہو گئی۔ جو ایک الگ زبان معلوم ہوتی ہے۔ (دیکھو ایرین قوم کا حال صفحہ ۲۹ و ۴۷ میں) ۔

میری غرض یہاں اُس مبارک نسل سے متعلق ہے کہ کسی زمانے میں ایک گھرانے کی ولادت۔ ایک گھر کے رہنے سہنے والے۔ ایک بولی کے بولنے والے۔ ایک مذہب کے ماننے والے۔ ایک ریت رسم کے برتنے والے۔ گروہ گروہ اور انبوہ انبوہ وطن چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ ایک قطار نے ہند کا رخ کیا۔ ایک نے ایران کا۔ ان دونوں کی زبانیں گویا ایک ماں کی دو بیٹیاں۔ جو بہن ہند میں پلی ہندو ہو گئی۔ جس نے ایران میں پرورش پائی ایرانی کہلائی ۔

باوجودیکہ ہزاروں برس کی جُدائی اور سلطنتوں کے انقلاب نے رشتوں کو فرسودہ کر دیا۔ سب رنگ روپ خاک میں مل گئے۔ اور فارسی قدیم کو فارسی حال سے مقابلہ کرو تو ایسی ہو گئی جیسے **سنسکرت بھاشا** اور **اُردو**۔ اس پر بھی جب **ژند پاژند**۔ **پہلوی**۔ **دری** اور پھر **سنسکرت** میں آگاہی پیدا کرتے ہیں۔ تو قیافہ شناسوں کو بہت سے لفظوں کے چہروں پر ایک نسل کے خط و خال جھلکتے معلوم ہوتے ہیں۔ اہل نظر جب ایک فارسی کتاب کے صفحہ پر غور کرتے ہیں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا ایک خاندان کے لوگ ہیں۔ ہاں قد و قامت اور رنگوں میں فرق آگیا ہے۔ اپنی اپنی وضع کے لباس پہنے سامنے پھرتے ہیں ۔

ڈیڑھ سو برس ہوئے کہ **ٹیک چند بہار** اور **خان آرزو** دو فلسفی لغت فارسی کے **دلّی** میں پیدا ہوئے۔ یہ فارسی زبان کے ماہر تھے۔ اور ہندی اُنکے

سخندانِ فارس

حصۂ اوّل

یورپ میں علم زبان کے شوقینوں نے مُلک مُلک کی زبانیں سیکھ کر انواع و اقسام کے فائدے حاصل کئے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ مختلف زبانوں کے معائنہ اور مقابلہ سے اُن کی قوموں ۔نسلوں اور اُن کے باہمی رشتوں کے پتے نکال لئے۔ اس دریافت کا سلسلہ دیکھنے کے قابل ہے کہ کہاں سے سراغ نکلا اور کیونکر قدم بہ قدم آگے چلا۔ افسوس کہ عزیزانِ وطن کو ان باتوں کا شوق نہیں۔ نہ زمانہ فرصت دیتا ہے۔ جن لوگوں نے اس کام میں مہارت پیدا کی ہے۔ وہ لفظوں کو دیکھ کر صاف پہچان لیتے ہیں۔ کہ یہ فلاں زبان کا لفظ ہے۔ جس طرح کوئی سیّاح مردم شناس ناواقف شخص کو دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ یہ فلاں ولایت کا آدمی ہے +

خیالات کی ترقّی نے قدم آگے بڑھایا۔ تو نظر آیا کہ جن جن قوموں کے الفاظ ملتے جلتے ہیں۔ اگرچہ آج جُدا جُدا ہیں اور دور دراز ملکوں میں رہتی ہیں اور اُن کی زبانیں بھی غیر زبان کہلاتی ہیں۔ مگر ایک زمانہ ضرور ہوگا کہ جس میں اُن کی ایک زبان ہوگی۔ اُسی کے الفاظ ایک گھرانے کے آدمی ایک گھر میں رہ سہہ کر بولتے ہونگے۔ اور ایک ہی الفاظ گھروں کے کاروبار میں کام دیتے ہونگے۔ یا یہ دونوں زبانیں ایک زبان سے اس طرح نکلی ہونگی جس طرح ایک ماں باپ کی دو بیٹیاں جُدا ہوگئیں۔ قسمت کی گردش نے بھائی بندوں کو کہیں سے کہیں پھینک دیا۔ پھر جس طرح ملکوں کی آب وہوا آدمیوں

فیلالوجیا

لغات اور زبانوں کی فلسفی تحقیقات کے اصول

یہ ایک قدیمی فن فلاسفۂ یونان کا ہے۔ اُس سے مختلف زبانوں کی اصلیں اور اُنکا تعلق ایک دوسرے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ عرب اور فارس جہاں سے پہلے ہمیں علوم کے ذخیرے ملے۔ ان میں اُس کے اصول و فروع کا پھیلاؤ بہت نہیں ہوا اور جس قدر ہوا گم ہوگیا۔ اب جو کچھ ہے انگریزی میں ہے۔ وہ اُسے فلولوجی کہتے ہیں لیکن اگر کوئی رسالہ اس کا ترجمہ ہو تو اُمید نہیں کہ ہموطن بھائیوں کا دل روشن کرسکے کیونکہ انگریزی کے مصنف کئی کئی زبانوں کے ماہر ہوتے ہیں وہ ہر زبان کی طاقت اُس میں خرچ کرتے ہیں اور انگریزی۔ یونانی۔ لاطینی۔ عبرانی وغیرہ پر بُنیاد رکھتے ہیں۔ یہاں اُن طرفوں میں اندھیرا ہے۔ ہم لوگوں کو کچھ نظر نہیں آتا۔ اس لئے میں فارسی اور سنسکرت لفظوں کی چقماق سے آگ نکالونگا۔ اُمید ہے کہ کچھ نہ کچھ اُجالا ہوگا۔ ایشیائی زبانوں میں تحقیقات فلولوجی کا ابھی تک رواج نہیں ہوا۔ اہل یورپ نے اسے یونان سے لیا تھا۔ اسی واسطے علم مذکور کا نام فلولوجی چلا آتا ہے (فلسفۃ اللّسان) اب میرے دوست مجھے چند منٹ کے لئے اجازت دیں۔ کہ اوّل چند مطالب بیان کروں۔ جن سے معلوم ہو کہ زبان جسے تقریر یا گویائی مراد ہے وہ کیا شے ہے؟

وہ اظہار خیال کا وسیلہ ہے کہ متواتر آوازوں کے سلسلہ میں ظاہر ہوتا ہے جنہیں تقریر یا سلسلۂ الفاظ یا بیان یا عبارت کہتے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک شاعرانہ

وطن کی زبان تھی۔ دونو زبانوں کے مقابلہ کرنے کا آسان موقع تھا۔ اس لئے ہزاروں برس کا مٹا ہوا سراغ صاف نکل آیا ؛

۱۷۸۳ء میں سر ولیم جونس نے ہندوستان میں آکر سنسکرت اور فارسی پڑھی۔ خدا جانے صاحب نے اپنی طبیعت کے لگاؤ سے یا اُن دونو کی تصنیفات سے یہ نکتہ پایا۔ غرض اُنھوں نے ولایت میں جاکر چرچا پھیلایا۔ اور وہاں کے زباں دانوں سے نئی دریافت کا تمغا حاصل کیا ؛

مجھے اس تحقیقات کا شوق نہیں! جنون ہے۔ لڑکپن میں بھی لفظوں کے حروف کو ہیر پھیر۔ ادل بدل کر فارسی اور سنسکرت کے لفظوں کو ملایا کرتا تھا۔ اس زبان میں تھوڑی معلومات بھی پیدا کی۔ بڑی کوشش سے ژند۔ پہلوی اور دری کی کتابیں جو مل سکیں بہم پہنچائیں۔ انہی کے لئے بمبئی گیا پھر ایران تک سفر کیا۔ موبدوں اور دستوروں سے ملا۔ ایک برس وہاں رہا لیکن افسوس یہ ہے کہ فائدہ بہت کم حاصل ہوا ؛

اہل یورپ نے اس تحقیقات کو بہت پھیلایا ہے۔ شرم کی بات ہے کہ اتنی دُور کے لوگ اتنی کوششیں کریں اور ہم اپنے پیارے وطن اور عالی نژاد بزرگوں کی زبان سے ایسے بے غرض اور بے پروا رہیں۔ جو کچھ آزاد کی ناتمام تحقیق نے میدانِ تلاش میں دانہ دانہ چُن کر سرمایہ بنایا ہے قلم کی معرفت کاغذ کے حوالہ کرتا ہے۔ یہ سینہ صاف امانت دار ہے۔ دیانت سے اہل طلب تک پہنچا دیگا۔ اور چونکہ اس ضروری مطلب کی بنیاد فنِ فیلالوجیا (زبانوں کی فلسفی تحقیقات) پر ہے۔ جو ابھی اکثر عزیزانِ وطن تک نہیں پہنچا۔ اس لئے پہلے اُس کے ضروری اصول لکھتا ہوں۔ اس طرح کہ بیان فضول۔ اور خیالات کو طول نہ ہو لیکن مطلب کی بات رہ بھی نہ جائے ؛

راہِ تہذیب کے مسافرو! ذرا ابتدائی آفرینش کی طرف مُڑکر نگاہ کرو کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ اس میں دل ہے۔ دماغ ہے۔ خیالات ہیں اور سب طرح کی ضرورتیں بھی ہیں۔ مگر اظہارِ مطلب کا اوزار نہیں۔ وہ کیونکر گزارہ کرتا ہوگا؟ اچھا آج۔ جو انسان بے زبان ہیں اور پہلے سے سو درجے زیادہ ضرورتیں رکھتے ہیں۔ اُنہیں دیکھو کیا کرتے ہیں؟ وہ کون؟ گونگے۔ کہ اپنے اشاروں میں دُنیا کی کوئی بات نہیں چھوڑتے سب کچھ کہہ دیتے ہیں۔ اور گونگوں پر کیا منحصر ہے۔ تم خود اکثر نہیں بولتے۔ سر کو آگے کو ہلا کر ہاں ظاہر کر دیتے ہو۔ دونو شانوں کی طرف ہلا کر نہیں۔ اور غور کرو تو یہ طبعی حرکت ہے۔ گھوڑے۔ ہاتھی وغیرہ چار پائے جب مالک کا ارادہ ماننا نہیں چاہتے۔ تو کس طرح سر جھٹر جھڑا کر سرکشی سے انکار دکھاتے ہیں۔ شوقِ سیاحت مجھے خود کئی ملکوں میں لے گیا۔ جہاں میں گونگا تھا۔ کیونکہ نہ میں کسی کی سمجھتا تھا۔ نہ کوئی میری وہاں گذارہ کا وسیلہ اشارے ہی تھے۔ انسان جوش ہائے مختلف کا تھیلا ہے۔ جب کسی بات میں ناراض یا خفا ہوتا ہوگا۔ تو اُس کی طبیعت سخت آواز نکالتی ہوگی نہیں۔ غرّاتا ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ سمجھ بھی اپنے اپنے درجہ میں ہر جاندار کو ملی ہے کُتّے۔ بلّی کو دیکھو۔ جب تمہیں خوش کرنا چاہتے ہیں۔ تو کن کن حرکتوں اور جُنبشوں سے لگاوٹ کرتے ہیں۔ اور کیسی مہین مہین نرم نرم آوازیں سُناتے ہیں اسی طرح ابتدائی انسان بھی دوسرے کا غصّہ دھیما کرنے کو عجز و نیاز کی حرکات کام میں لانے لگا ہوگا۔ گونگوں کو بھی دیکھ لو اپنے اشاروں کو رنگ برنگ کی آوازوں سے مدد پہنچاتے ہیں؟ تم اب بھی کُتّے۔ بلّی۔ سانپ وغیرہ جانوروں کے ڈرانے یا ہٹانے کے لئے لکڑی کھٹ کھٹا کر کام لیتے ہو۔ کبھی دوسرے شخص کو ہُشیار یا آگاہ یا اپنی طرف متوجہ کرنے کو تالی بجا کر۔ چھچکار کر۔ کھنکھار کر آگاہ کرتے ہو۔ آواز کا سمجھ جانا جاندار مخلوق کی طبیعت میں داخل ہے۔ جو جو بولیاں بول کر آپس میں سمجھتے سمجھاتے ہونگے۔ وہ تو خدا ہی جانے۔ مگر بلّی کو دیکھو۔ کسی ملک کی ہو۔ خواہ غافل سوتی ہو۔ خواہ کسی

لطیفہ میں ادا کرتا ہوں کہ زبان (خواہ بیان) ہوائی سواریاں ہیں۔ جن میں ہمارے خیالات سوار ہوکر دل سے نکلتے ہیں۔ اور کانوں کے رستے اَوروں کے دماغوں میں پہنچتے ہیں۔ اس سے رنگین تر مضمون یہ ہے۔ کہ جس طرح تصویر اور تحریر قلم کی دستکاری ہے۔ جو آنکھوں سے نظر آتی۔ اسی طرح تقریر ہمارے خیالات کی زبانی تصویر ہے۔ جو آواز کے قلم نے ہوا پر کھینچی ہے۔ وہ صورتِ ماجرا۔ کام۔ مقام۔ اور ساری حالت کانوں سے دکھاتی ہے ٭

خیالات کا مرتبہ زبان سے اوّل ہے۔ لیکن جب تک وہ دل میں ہیں۔ ماں کے پیٹ میں ادھورے بچے ہیں۔ تقریر میں آکر پورے ہوتے ہیں اور تحریر کا لباس پہن کر بھرپور۔ لوگ جو خیالات سے مطلب نگاری اور نکتہ پردازی میں جان کھپاتے ہیں اس نکتہ کو اُنہی کا دل جانتا ہے ٭

دُنیا میں اظہارِ مراتب کی کارروائی تین طرح سے ہوسکتی ہے۔ اشارات۔ تقریر۔ تحریر۔ ان میں زبان یعنی تقریر اپنی توضیح کی زیادتی اور محنت کی کمی سے اوّل نمبر ہوگئی ہے۔ اور حق پوچھو تو کارروائی کے لئے سب برابر ہیں۔ اب یہ کہو کہ زبان کیونکر پیدا ہوئی؟ سبحان اللہ۔ ہر مذہب کی کتاب یہی خبر دیتی ہے۔ کہ ہماری زبان خاص خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے یہ ہمیں ساتھ لے کر بہشت میں جائیگی۔ اور اسی کے ذریعے سے ہم اہلِ جنت سے باتیں کرینگے[۱]۔ لیکن غور کرکے دیکھو تو صانعِ مطلق نے اپنی صنعتِ کاملہ سے انسان ایک ایسا طلسمِ قدرت بنایا ہے کہ وہ خود زبان پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ رازِ خیال کو وسعت دینے سے کھلتا ہے ؎

ہے انساں صانعِ قدرت کا اک صندوقِ سربستہ
ولیکن یہ نہیں کُھلتا کہ اس میں بوتا کیا ہے

[۱] یہ بھی درست ہے۔ یونان کی زبان نے فلسفۂ الٰہی کو پھیلا کر خدا پرست فلاسفر کو بہشت میں پہنچایا۔ سنسکرت نے ہند میں دھرم۔ گیان۔ عرب نے معرفتِ الٰہی سکھایا ٭

بڑھاپا تو وہ سمجھ گیا ہوگا۔ کہ یہ بیچارا بھی بھوکا ہے۔ عاجزی سے ہڈّی مانگتا ہے۔ اور یہ حالتیں تم روز اکثر حیوانوں میں مشاہدہ کرتے ہو۔ بعد اُس کے اِس کے کھانے پینے کے علاوہ اور چیزوں کے لئے بھی آوازیں مقرّر ہوگئی ہونگی۔ پھر رفتہ رفتہ لفظ پیدا ہوگئے ہونگے ۔

تاریخی لطیفہ۔ اکبر کے دربار میں گفتگو ہوئی۔ کہ انسان کی اصلی زبان کیا ہے؟ ایک مکان عالیشان شہر سے الگ تجویز ہوا۔ چند حاملہ عورتوں کو وہاں رکھا۔ گونگی انّائیں مامائیں۔ گونگے خدمتگار باہر کے لئے نوکر کئے۔ جب بچّے پیدا ہوئے۔ تو ماؤں کو الگ کرکے بے زبانوں کو گونگی انّاؤں کے سپرد کردیا۔ پرورش کی ضروریات سب حاضر۔ اور حکم تھا کہ کوئی بولتا آدمی اِن کے پاس نہ پھٹکنے پائے۔ جب بچّے چار چار پانچ پانچ برس کے ہوئے۔ تو بادشاہ خود گئے۔ بچّوں کو سامنے لاکر چھوڑدیا۔ سب جنگلی جانوروں کی طرح غائیں پائیں کرتے تھے۔ ایک بات سمجھ میں نہ آتی تھی ۔

تُم ننھے ننھے بچّوں کو دیکھتے ہو؟ جو چیزیں اُنہیں نظر آتی ہیں۔ اور اُنہی سے کام پڑتے ہیں۔ اُنہی کے لئے سب سے پہلے اشارے اور آوازیں بھی قرار دیتے ہیں۔ ان میں سب سے اوّل پیاری ماں۔ اور پیارا باپ ہوتا ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے بچّوں کے اعضا کا جزُ جزُ قابو میں نہیں ہوتا۔ کہ حروف میں امتیاز اور فرق پیدا کرسکیں۔ سب سے آگے وہی ہونٹ ہیں۔ انہیں میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور بچہ کہتا ہے مَم مَم بَ بَ۔ اس بات کو میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ اختلاف وطن اور آب و ہوا کے فرق سے طبیعتوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ انسانیت کے لحاظ سے سب ایک تھے۔ اس لئے دیکھو! طبیعت کے اُستاد نے سب کو ایک ہی نام سکھایا۔ اگرچہ ذرا ذرا سا فرق ہوگیا ہے ۔

لیکن تقریباً سب زبانوں میں ماں باپ کے نام جو بچّہ سب سے پہلے سیکھتا ہے

طرف جاتی ہو۔ جب پھش پھش کرکے آواز دوگے۔ فوراً دیکھنے لگیگی۔ کُتا کسی ولایت کا ہو جب تم چُس چُس کرکے آواز دوگے۔ ضرور چوکنّا ہو کر دیکھنے لگیگا۔ بلکہ محبت کی دُم بھی ہلانے لگیگا۔ یہ عموماً بازاری کتّوں کا حال ہے اور جو تعلیم یافتہ ہیں اُن کا تو کیا کہنا!

جب یہ بات قرین قیاس ٹھیری کہ انسان بھی ابتدائے آفرینش میں اشاروں سے سمجھتا سمجھاتا تھا۔ تو یہ بھی ظاہر ہے کہ سوچنے اور ایجاد کرنے کی لیاقت اُسے خدا نے دی تھی۔ برس دو برس کے بچّوں کو دیکھو فقط چیخیں ہی مارتے ہیں۔ یا مُہمل آوازیں کام میں لاتے ہیں۔ جس بات کو جی چاہتا ہے یا کچھ چیز مانگتے ہیں یا نہیں کرنا چاہتے ہیں تو انگلیوں کے اشاروں سے سر کے ہلانے سے اور اُنھ اُنھ۔ نے نے کرکے نہیں اپنی خواہشیں جتا دیتے ہیں۔ رفتہ رفتہ کچھ اور آوازیں بھی ٹھیرا لیتے ہیں۔ مثلاً پانی کے لئے مم مم اور کھانے کو پہ پہ یا ہپہ وغیرہ وغیرہ۔ تم نے دیکھا! اعضائے تکلّم میں ہونٹ سب سے زیادہ نرم ہیں۔ ذرا سے ارادہ میں ہل جاتے ہیں۔ انہی سے یہ صدائیں نکلی ہیں۔ نہ کہ مسوڑوں سے یا ناک سے یا کان سے۔ رفتہ رفتہ کچھ اور آوازیں نکالنے لگتے ہیں۔ یا سیکھ جاتے ہیں۔ البتہ اُنکے اُستاد یا رہنما بھی ہوتے ہیں (وہ کون؟ یہی گھر والے) اور یہ آوازیں بھی اوّل اُن چیزوں اور اُن آدمیوں پر کام آتی ہیں۔ جو اُن کے آس پاس ہوتے ہیں*

اسی طرح فرض کرو کہ آفرینش عالم طفولیت میں ہے اور ایک جگہ دو چار ہی آدمی رہتے ہیں۔ اِس وقت اُن کے کیا معاملات؟ اور کیا سامان ہیں؟ ایک پہاڑ کے بن مانس یا صحرا کے جبشی پر خیال کرو۔ کہ اُس کے پاس ایک ہڈی ہے۔ وہ اُس میں سے گوشت نوچ نوچ کر کھا رہا ہے۔ فرض کرو ایک ویسا ہی جنگلی اُس پر ہاتھ بڑھا کر۔ آنکھیں نکال کر گردن کو اینٹھا کر غرّایا۔ تو پہلا جنگلی ضرور سمجھ گیا ہوگا کہ یہ ہڈی چھیننی چاہتا ہے۔ اگر بر خلاف پہلی حالت کے اُوں اُوں کرکے۔ نرم نرم مہین آواز نکالی۔ اور غریبی کا رنگ دکھا کر آنکھیں چندھیائیں۔ اور آہستہ آہستہ ہاتھ

الفاظ جن سے زبان کا کام چلتا ہے کیونکر پیدا ہوئے؟

ایک گروہ کثیر ایک ہی دادا کی اولاد ہو۔ لیکن جب کنبہ کنبہ ایک ایک پہاڑ ہی یا قطعہ قطعہ زمین پر الگ الگ بستے ہوں۔ تو ضرور ہے کہ ضرورت وقت یا قدرتی اتفاق اُن میں نئی چیزیں پیدا کریں۔ اور ظاہر ہے کہ ہر مقام میں ایک ہی چیز کا جُدا جُدا نام پکارا جائیگا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک ہی چیز کے لئے مختلف مقاموں کے نام جمع کریں تو ہر چیز کے لئے کئی کئی نام ہونگے۔ پھر جب کہ سلطنت کا امن یا باہمی ارتباط آمد و رفت کے تنا جال پھیلائے۔ اور تعلیم و تربیت عام ہو جائے۔ تو بہت سے نام خود بخود گر جائینگے۔ اور ہر شے کے لئے **ایک** نام رہ جائیگا۔ وہ کبھی تو مناسبت کے سبب سے زیبا و برجستہ ہوگا۔ اور کبھی جو بندھ گیا وہی موتی۔ اُس وقت یہ ضرور ہے کہ ہر شے کو نام خاص سے پکارنے کے لئے سب کا اتفاق ہوگا۔ اب اگر کوئی پوچھے کہ لفظ کیا شے ہے؟ تو تم کہہ سکتے ہو کہ وہ ایک زبانی تصویر ہے یا پتا نشان ہے کسی چیز کا۔ یا فعل کا۔

دُنیا ہمیشہ ترقی کے رستہ میں رواں ہے۔ کیسی ہی ابتدائی حالت ہو۔ شائستگی پھیلے جائیگی۔ علوم اور فنون کی دستکاری نئی چیزیں پیدا کریگی۔ لین دین جسے ترقی نے تجارت کا خطاب دیا ہے۔ ایک جگہ کی چیزیں دوسری جگہ پہنچائینگے۔ اس سبب سے بھی نئے الفاظ ہر جگہ پیدا ہونگے۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچینگے۔ کیونکہ چیزیں اور کام نئے ہیں۔ دیکھ لو! یہی سبب ہے کہ دیہات میں الفاظ کم ہوتے ہیں۔ شہروں میں بہت۔ اور شہری الفاظ کی خوش آوازی۔ خوش ادائی۔ اور لطافت گاؤں والوں کو اپنی شاگردی پر مجبور اور مشتاق کرتی ہے اسی کو خاص و عام کا اتفاق کہتے ہیں۔ اور اس سے الفاظ اور اصطلاحیں پیدا ہوتی ہیں۔

اب کوئی پوچھے کہ **تقریر** کیونکر پیدا ہوئی؟ تم صاف کہہ دوگے کہ انسان میں

ایسے اصوات سے مرکّب ہیں جن کا تلفّظ ہونٹوں کی جنبش یا محض مُنہ کھول کر آواز نکالنے سے ہوتا ہے۔ مثلاً

انگریزی میں باپ کو پاپا کہتے ہیں۔ ماں کو ماما

عربی میں باپ کو اب یا ابا کہتے ہیں۔ ماں کو ام

فارسی میں باپ کو بابا کہتے ہیں۔ ماں کو مام

اِشارات میں دیکھو تو۔طبیعت اِنسانی کا اتحاد ہر ملک کے بچّہ سے اِشارہ کے لئے پہلے اُنگلی اُٹھواتا ہے پھر آواز سے کہواتا ہے یہ یہ۔ پھر پاس کے لئے یہ اور دُور کے لئے وُہ ہو جاتا ہے *

بچّہ پہلے چیزوں کے نام یعنی اَسما سیکھتا ہے۔ اسی واسطے جب کوئی چیز لینی چاہتا ہے۔ تو فقط اُسی کا نام لے کر پُکارتا ہے۔ بھُوکا ہوتا ہے تو دُو دُو دُو دُو کہتا ہے۔ پیاسا ہوتا ہے تو فقط مَم مَم کہتا ہے۔ مٹھائی کو جی چاہتا ہے۔ تو چیجی۔ بلکہ چی۔کہتا ہے۔ جب گویائی میں ذرا زورِ رفتار پیدا ہوتا ہے تو فعل بھی لگانے لگتا ہے۔ مگر غلط سلط۔ رفتہ رفتہ حروف لگا کر باتیں کرنے لگتا ہے۔ زبان کے انجان پردیسیوں کو دیکھا۔ اور خود سیاحتوں میں تجربہ ہوا کہ غیر ملک میں جا کر لین دین کام کاج میں پہلے فقط اسموں سے کام نکالنا پڑتا ہے۔ مثلاً روٹی چاہیئے تو پیسے دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نان۔ یعنی پیسے موجود ہیں روٹی دو۔ دُکان دار روٹی دکھاتا ہے اور اُنگلی کا اشارہ کرتا ہے۔ یعنی ایک پَیسا یا دو پیسے۔ اسی طرح گھی۔ نمک وغیرہ چند روز کے بعد کچھ فعل یاد ہو جاتے ہیں۔ حرف سیکھ لیتا ہے۔ اسی کہنے سُننے میں آدھے سارے جُملے جوڑنے لگتا ہے۔ باعتبار ولادت کے اِشارت کا نمبر اوّل تھا۔ لیکن کلام بہت اچھی کارگزاری کرتا ہے۔ اس لئے زبان اُس پر چرب ہوئی۔ اور ادائے مطلب کا کام اُٹھا لیا *

خُم یا **خُنب** بولنے میں بھی اپنی پھُلاوٹ اور گلاوٹ کی تصویر دکھاتا ہے ٭

یورپ کے دانا کہتے ہیں کہ پہلے طبیعت کی تاثیر نے حالت کے مناسب آوازیں نکالی تھیں۔ پھر استعمال اور تہذیب نے انہی کو **لفظ** بنا دیا۔ یہ رائے قرین قیاس معلوم ہوتی ہے ٭

چُہچُہَہ بُلبُل کی آوازِ مُسلسل کا نام ہوا۔ **کوکو**۔ فاختہ کی آواز متواتر کا ٭

غرّش۔ جانوروں کی خفگی کی آواز۔ **قہقہہ**۔ انسان کی ہنسی ٭

غوغا۔ **غُلغُلہ**۔ **غُلغُل**۔ شور و غُل انسان کا ہوا ٭

کوہستان خراسان و ایران کے کوّے دیکھے۔ چیل سے ذرا چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور بولنے میں صاف کُلَغ کُلَغ آواز دیتے ہیں۔ **کلاغ** اُن کا نام ہو گیا۔ **چغوک** اسی آواز کے سبب سے چڑے کا نام ہوا (یعنی چڑیا کا نر) ٭

تم ضرور کہو گے کہ اپنے رنگ آواز۔ اور ادا کے انداز اور دل کی حالت کو ملا کر جو معنی چاہو پیدا کر لو۔ اصلی لفظ میں تو ہمیں کچھ بھی نہیں معلوم ہوتا۔ یہ بھی درست ہے۔ لیکن میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ **زبان** انسان کی آواز۔ دل اور اشاراتِ اعضائی کا مجموعہ ہے۔ اس صورت میں کسی جُز کو روکنا نہیں چاہیئے[۱] ٭

ولادتِ زبان کی بُنیاد تم نے دیکھ لی؟ پہلے کچھ اشارے تھے۔ پھر کچھ آوازیں پھر باہمی اتفاق سے کچھ الفاظ آپس کے سمجھنے سمجھانے کے لئے مقرر ہو گئے۔ پس جب آفرینش بڑھے اور آبادی پھیلے۔ تب بھی واجب ہے کہ وہی الفاظ کام میں لائیں۔ کہ سب کی سمجھ میں آئیں۔ اور عام فہمی کے سبب سے اُنہیں سب سے پہلے کام میں لائیں[۲] ٭

---

[۱] اور یہی سبب ہے کہ اگر ایک فصیح صاحب تقریر لکچر دے رہا ہو۔ اور تم اس پہ یہ قید لگا دو۔ کہ کسی طرح کی حرکت اعضا میں یا تغیر چہرہ میں نہ آنے پائے تو دیکھو گے کہ بات بھی نہ کر سکیگا ٭

[۲] یہاں سے یہ ثابت ہوا کہ جس لفظ پر محاورہ حکم کر دے وہی فصیح ہے وہی درست ہے۔ صحیح لفظ ہو اور محاورہ میں نہ ہو تو نا روا ہے اگر اور کچھ نہیں تو کلام کو بدمزہ یا مکروہ ہی کر دیگا ٭

جو چھیننے یا چلانے کی خاصیت ہے - وہ باہمی ضرورتوں اور آپس کے برتاؤ سے اصلاح اور ترقی کرتے کرتے تقریر ہوگئی - اور رفتہ رفتہ یہ رُتبہ پیدا کیا - کہ جس طرح ایک مصوّر کامل کسی انسان یا باغ یا محل کا نقشہ کھینچ کر اُس کی کیفیت آنکھوں کے رستے سمجھاتا ہے - صاحب زبان اپنے مافی الضمیر اور حرکت اعضا کے مجموعہ کو آواز کے رنگ میں کانوں کے رستے سمجھاتا ہے - پس گویائی گویا ایک عمدہ آلہ اداے خیال کا ہے - لیکن ناکمل - کیونکہ کونسا قادر الکلام ہے - جو دل کے خیال کو جوں کا توں پورا پورا اپنے لفظوں میں ادا کر دے - عمدہ سے عمدہ کلام دل کے خیالات کی تصویر ہے - لیکن ایسے پانی میں ہے جو گدلا ہے - یا عکس ہے ایسے آئینہ میں جو دھندلا ہے۔

تم نے خیال کیا ؟ زبان یعنی تقریر گویا انسان کے دل - انسان کی خواہش اور اُس کے حرکات اعضائی کا مجموعی خلاصہ ہے - اسی خیال سے زبان عرب کے ابتدائی محققوں میں عباد بن سلیمان ضمیری نے کہہ دیا - کہ " الفاظ اپنے حروف اعراب اور آوازوں کے ذریعے سے خود بخود اپنے معنی بتلاتے ہیں " مگر یہ رائے عموماً درست نہیں - اصفہانی نے شرح منہاج بیضاوی میں لکھا ہے کہ جمہور اہل لغت اس پر اعتراض کرتے ہیں - اور کہتے ہیں - اگر یہی بات ہوتی تو ہر شخص ہر لفظ کے معنی سمجھتا - بتانے اور لغت میں دیکھنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی - دوسرے اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ ایک لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں - جو باہم مخالف ہیں - اگر الفاظ بالطبع اپنے معنوں پر دلالت کرتے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا - البتہ لفظ بھی بعض جگہ اپنے معنوں پر آپ اشارہ کرتا ہے - دیکھو -

تندر (رعد) کو خیال کرو - اس لفظ میں گرج زور و شور سُنائی دیتا ہے یا نہیں ؟
درشت کو دیکھو - کرخت پر خیال کرو - سختی اور کھُردرا پن نہیں پایا جاتا ؟
تیر کی سی کو مدّ کی کشش میں دیکھو - صاف نظر آتا ہے کہ کوئی تیز چیز تیز رو ہے کہ سیدھی چلی جاتی ہے ؎

روز سے گلا کر اُن کا جوڑ جوڑ کھول لیتا ہے کہ اس کی اصل کہاں پہنچی ہے۔ اسی طرح ماہر زبان ایک لفظ کو لیتا ہے وہ تیزاب یا آنچ کام میں نہیں لاتا۔ فقط عقل کے تیزاب سے حرفوں کے جوڑ بند کھولتا ہے۔ اور معنوں کو سوچ کر اسکی ساری اصل نسل دریافت کر لیتا ہے ✤

میرے دوستو! تم حیران ہو گے کہ لفظ کی ولادت اور نسل کیا؟ ہاں لفظ کی بھی ولادت اور نسل ہوتی ہے۔ اور وہ اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ فلسفی لفظ کے جز جز کو الگ کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ وقت بوقت اُن کی اصل کس کس ملک اور کس کس قوم میں پہنچی آئی ہے۔ اُن میں کیا رشتے ہیں؟ اور کیونکر وہ رشتے پیدا ہوئے ہیں؟ اور ملک بملک اُن کے معنوں یا حرفوں میں کیا تغیر پیدا ہوئے ہیں۔ پھر اور زبانوں کے لحاظ سے اپنی باتوں پر غور کرتا ہے۔ اُن کے نتائج کو بھی جانچتا ہے۔ اور مطابقت اور مقابلہ کرتا ہے یعنی ایک زبان کے لفظ دوسری زبان سے کن کن باتوں میں متفق ہیں اور کونسی باتیں ہیں کہ ایک ہی کے لئے خاص ہیں۔ پھر ان سببوں کی جستجو کرتا ہے جو زبان میں تبدیلی کا عمل کر رہے ہیں۔ اور یہ غیر منقطع کام ہے کبھی ترقی کے رنگ میں ہوتا ہے۔ کبھی تنزّل میں۔ مگر جاری ہمیشہ رہتا ہے اور اسی کو زبان کی اصل نسل کہتے ہیں۔ اب چند مثالیں توضیح مطلب کے لئے لکھتا ہوں :-

گریبان کو فلسفی زبان نے دیکھا۔ بان پر جوڑ معلوم ہوا۔ اس نے گرے کو دیکھا تو فارسی قدیم میں بمعنی گلو پایا۔ سمجھ گیا کہ اس جزو لباس کا گلے پر قبضہ ہے اس لئے اس کا نام گریبان رکھا ہوگا۔ کہ مالک گلو ہے۔ سنسکرت میں دیکھا تو وہاں گریو (ग्रीवा) انہی معنوں میں آیا ہے۔ اور بان سنسکرت میں وان (वान) ہے۔ ثابت ہو گیا کہ ایک گھرانے کی نسل ہے۔ ملک اور مدّت کے انقلاب سے آواز بدل گئی۔ یہاں مر گیا وہاں جیتا ہے ✤

کلا بتون کو سب پہنتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ فلسفی زبان اُس کا بل کھولتا ہے

زبان میں کسی کو اپنی طرف سے ایک لفظ بھی ایجاد کرنے کا اختیار نہیں ہے! یہ ہو سکتا ہے کہ میں شادمی کہوں اور اس کے معنی رکھوں آدمی - اسے شاید میرے نوکر چاکر یا دوست آشنا سمجھنے بھی لگیں مگر اور سب کب مانینگے! اور مانیں کیا؟ اگر چند لفظ ایسے تصنیف کر لوں - تو کوئی میری بات بھی نہ سمجھیگا ؛

اسی بنیاد پر عرب کے اہل تحقیق نے کہا ہے کہ لغت[1] وہ ہے کہ جس پر جمہور کا اتفاق ہو۔ اصطلاح وہ ہے جس پر خاص گروہ کا اتفاق ہو۔ البتہ کوئی علمی مصنّف یا صاحب ایجاد قادر الکلام شخص بھی الفاظ ایجاد کر سکتا ہے۔ لیکن اُن کے قیام عمر کے لئے اسے بھی جمہور کا حسن قبول حاصل کرنا پڑیگا ؛

عزیزانِ وطن! ولادتِ الفاظ اور آفرینش زبان کے خیالات مجملاً آپ کے تصوّر میں آگئے ہونگے۔ اب یہ سُنئے کہ فلسفی زبان کا منصب کیا ہے؟ اُسکا منصب ہے تقریر کے ہر لفظ کو کُریدنا جس سے کہ زبان مرکب ہے۔ اس سے شاید تم یہ سمجھے ہو گے۔ کہ فلسفی زبان کو اکثر زبانوں کے لفظ اور معنی خوب آتے ہونگے۔ وہ عبارت میں مبتدا۔ خبر۔ مضاف۔ مضاف الیہ۔ صلہ۔ موصول وغیرہ وغیرہ کو خوب سمجھتا ہوگا۔ نہیں! یہ تو بہت ادنےٰ کام ہے۔ وہ لفظ کی اصل و نسل ولادت سے وقتِ موجود تک دریافت کرتا ہے۔ تم نے کسی نیاریئے یا تیزابیئے کو دیکھا ہے؟ جب ایک دھات کی ڈلی اُس کے ہاتھ میں آتی ہے تو وہ اُسے دیکھتا ہے اور جانچتا ہے کہ ایک مادّہ ہے یا کئی مادّے گھٹے ہوئے ہیں۔ تب کبھی تیزاب سے۔ کبھی آنچ کے

---

[1] لغت کسی زبان کے عام الفاظ جسے ملک مذکور کے عام رہنے والے سمجھتے تھے یا سمجھے ہوں یا زبان مذکور کے جاننے والے جانتے ہوں۔ اسی کو کہتے ہیں کہ لفظ کے معنی قوم نے تسلیم کئے اور اصطلاح وہ ہے کہ گروہ خاص میں متعارف ہو۔ مثلاً جو بات پیل کی کشت سے ہو اسے پیلبند کہتے ہیں دیکھو نعمت خان عالی نے وقائع میں ایک فرضی مہاجن کا معائنہ کیا ہے۔ اس کا شعر ہے۔ ؎

آں صورتِ مہابتِ پیلانِ ہتیہ پول ... مارا چہ پیلبند حساب و کتاب کرد

جو شخص اہل شطرنج کی اصطلاح کو جانتا ہوگا وہ اس شعر کا لطف اٹھائیگا غیر کی سمجھ میں نہ آئیگا ؛

کہ کے تمہیں خوشی حاصل ہوتی ہوگی تو لفظوں کی اصلیت دریافت کرکے بھی ضرور خوشی ہوگی۔ جن الفاظ کی توضیح میں نے بیان کی۔ انہیں سن کر کس کے دل کو فرحت نہیں ہوئی؟ البتہ بدمزہ۔ بے مغز کہ الفاظ کو فقط منہ کی بھاپ یا پیٹ کا سانس سمجھتے ہیں۔ انہیں خبر بھی نہیں ہوتی۔ ہونٹ سے لفظ نکلے ہوا ہو گئے۔ اُن کے نزدیک کچھ بات ہی نہیں ؛

الفاظ ظاہر میں ہوائی جنبشیں ہیں لیکن حقیقت میں مستقل چیزیں ہیں۔ تم ضرور پوچھو گے کہ الفاظ مستقل چیزیں کیونکر ہو سکتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ جب تمہیں کوئی چیز مثلاً چاکو یا قلم درکار ہوتا ہے۔ اگر ایک لڑکے سے بھی کہتے ہو تو فوراً اٹھا لاتا ہے۔ دور ہو یا پاس۔ حالانکہ تم نے فقط لفظ کہا تھا چاکو یا قلم کی تصویر بنا کر نہیں دی تھی دیکھو لفظ نے اُس کے دل پر اصل شے کا کام دیا ؛

تم لفظوں میں فقط اتنا ہی نہ سمجھو کہ برائے نام خاص خاص چیزوں پر اشارے کرتے ہیں غور کرو گے تو پاؤ گے کہ وہ بھی اور چیزوں کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ ترقی و تنزل کرتے ہیں۔ سفر کرتے ہیں اور اس میں طبیعت اور رنگ بدلتے ہیں۔ اور مر بھی جاتے ہیں۔ اُن کے حالوں۔ چالوں اور انقلابوں کو دیکھو گے تو معلوم ہوگا۔ کہ جس طرح قوموں کی تاریخیں اپنے حالات و انقلابات سے کہلاتے ہوئے دلوں کو شگفتہ کرتی ہیں۔ لفظوں کی تاریخیں اپنے لطف و خوبی کے ساتھ اُس سے زیادہ دماغوں کو شاداب کرتی ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ لفظوں ہی کے مقابلہ اور مطابقت میں قوموں نسلوں اور اُن کے خاندانی رشتوں کے سررشتے ہاتھ آتے ؛

الفاظ کے تغیر طبیعت اور اُن کے رنگ بدلنے پر تمہیں ضرور کھٹکا گزریگا۔ کہ اسما حقیقت میں اشیا کے نام ہیں۔ جب چیزیں نہیں بدلیں اور نام اُن کے بدل گئے تو الفاظ اور معانی میں عجب خلط ملط پیدا ہوگا۔ میرے دوستو! یہ تغیر ضرور ہوتے ہیں۔ لیکن وہ قباحت نہیں پیدا ہوتی۔ جس کا تمہیں خطرہ ہے۔ دیکھو ؛

اور دیکھتا ہے کہ کلابہ۔ کلاوہ (سوت کا لچھا)، آلتون ترکی ہیں سونے کو کہتے ہیں وہی سنہرا لچھا ہوا ۔

نیلوفر کو بے خبر آدمی ایک گل خودرو سمجھیگا۔ فلسفی زبان دیکھیگا کہ نیلوپر۔ نیلوفل۔ نیلوپل۔ نیلپر سب طرح مستعمل ہوا ہے۔ تب اِدھر اُدھر نظر دوڑائیگا۔ اُسوقت معلوم ہوگا۔ کہ سنسکرت میں نیل (नील) نیلا۔ اُت پل (उत्पल) پنکھڑی ہے۔ یعنی نیلی پنکھڑی والا پھول۔ فارسی میں اَول بَدل ہوکر کچھ سے کچھ ہوگیا ۔

ناہار اور نہار ہندستان میں بھی سب جانتے ہیں۔ فلسفی زبان نے دیکھا تو ن پرجوڑ معلوم ہوا۔ اہار کو دیکھا تو فارسی بلکہ سنسکرت میں بھی بمعنی خورش آیا ہے سمجھ گیا۔ کہ صبح سے جبتک کچھ نہ کھایا ہو اُس وقت تک ناہار یا نہار ہے[1] ۔

خربزہ کو سونگھا تو بو آئی کہ مرکّب ہے۔ خر کو دیکھا بمعنی کلاں بھی آتا ہے۔ بزہ کو دیکھا تو فارسی قدیم میں بمعنی ثمر ہے۔ سمجھ گیا کہ بڑا پھل تھا۔ اس لئے خربزہ نام رکھا ہوگا۔ سنسکرت میں بھی بعینہ یہی دو جزو۔ اور یہی معنی ہیں ۔

میرے دوستو! تم دل میں کہتے ہوگے کہ اس توڑ جوڑ اور لفظوں کے رگ پٹھے چیرنے سے کیا فائدہ؟ جب ہم ایک زبان سیکھتے ہیں۔ تو اس میں یہی غرض ہوتی ہے کہ اور کی بات سمجھ لیں اپنی بات سمجھادیں۔ اس کے لئے اتنا کافی ہے۔ کہ لفظوں کے معنی آگئے۔ عبارت کا مطلب معلوم ہوگیا۔ والسلام۔ میں بھی کہتا ہوں۔ بے شک زبان سیکھنی ہو تو اس سے زیادہ کاوش کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ذرا خیال کرکے دیکھو۔ جب تم کوئی شکل اقلیدس کی حل کرتے ہو یا ایک حساب کے سوال کا جواب نکال لیتے ہو۔ یا ایک بچہ کوئی پہیلی بوجھتا ہے تو کیا خوشی ہوتی ہے! ہزاروں پھول پھل۔ بوٹیاں۔ نباتات۔ جمادات ہیں۔ اگر اُن کے مزے اور اصلی تاثیریں معلوم

[1] ایران میں کہتے ہیں نہار حاضر است یعنی دسترخوان پر صبح کا کھانا چنا ہوا ہے۔ آئیے نوش جان فرمائیے۔ اور ہنوز نہار نہ کردم۔ یعنی ابھی صبح کا کھانا نہیں کھایا ۔

خلیفہ کا رتبہ عرب میں نائب پیغمبر اور خلیفۂ الٰہی تک پہنچا ہوا ہے۔ ہندستان میں نائی کو کہتے ہیں * اس زمانہ میں لفظ ایجاد نہیں ہوتے۔ نئے خیالات کے ادا کرنے میں پُرانے الفاظ مدد کرتے ہیں۔ مثلاً :-

نفط رال کا مرادف ہے۔ اب مٹّی کے تیل کو بھی کہتے ہیں *

مداد پہلے سیاہی کو کہتے تھے۔ اب پنسل کو بھی کہتے ہیں۔ پہلے قلم سرمہ اور کلک فرنگی کہتے تھے یہ لفظ مر گئے *

بوقلموں۔ چند سال سے فیل مرغ (پیرو) وہاں پہنچا ہے۔ اسے بوقلموں کہتے ہیں *

(۲) کبھی دو لفظ مرکب کر لیتے ہیں۔ مثلاً :-

سیب زمینی آلو کو کہتے ہیں۔ یہ بعینہ ترجمہ ہے پوٹے ٹو کا۔ پس معلوم ہوا کہ فرانس کے رستہ سے پہنچا ہے *

آبجوش سوڈا واٹر کو کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ ہزاروں لفظ پیدا ہو گئے ہیں *

(۳) کبھی مشتق کر لیتے ہیں۔ وہاں بھی اب برف کوزوں میں جماتے ہیں۔ اُسے بستنی کہتے ہیں *

(۴) کبھی جو شے آتی ہے اپنا نام ساتھ لاتی ہے تلگراف ایران میں تار کے پیغام کو کہتے ہیں۔ اس میں تصرف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہشت روز است خط نوشتہ بودم۔ جواب نیامد۔ ناچار امروز تیل زدہ ام (آج میں نے تار دیا ہے) *

مناٹ نوٹ کو کہتے ہیں۔ روسی لفظ ہے *

پرتغال۔ ایک قسم کا رنگترہ ہوتا ہے۔ اس کا پودہ پرتگال سے آیا تھا۔ وہی نام ہو گیا *

کالسکہ بگی کو کہتے ہیں۔ یہ بھی روسی لفظ ہے ایسے سینکڑوں لفظ ایران میں زبان زدِ خاص و عام ہیں۔ اور اکثر چیزوں کے نام بدل گئے ہیں پہلے ناموں

جیب۔ عرب میں اوّل سینہ کو اور دل کو بھی کہتے تھے۔ پھر گریبان کو کہنے لگے کہ سینہ پر ہوتا ہے۔ بعض اہل لغت کہتے ہیں کہ جوب بمعنی قطع ہے گریبان کترا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے اُس کا نام جیب رکھا۔ عرب کے لوگ جُبہّ یا کُرتہ کے گریبان میں ایک تھیلی ٹانک کر اُس میں چیز رکھ لیا کرتے تھے۔ مدّت کے بعد اُسی کا نام جیب ہوگیا ٭

فارس میں وہ تھیلی گریبان سے ڈھلک کر کمر کے نیچے آگئی۔ اور نام وہی جیب رہا۔ تماشا یہ کہ اب گھڑی کے شوقینوں نے چھاتی کے بائیں طرف جگہ دی۔ اور کوٹ پتلون والوں نے کہیں کا کہیں پہنچا دیا۔ پھر بھی وہی جیب ہے۔ اور عرب میں جیب وہی گریبان ہے ٭

جب عرب میں علم ریاضی کا چرچا اور علم مثلث کا یونانی سے ترجمہ ہوا تو جو خط کسی قوس یا اُس کے زاویہ کا اندازہ بتائے اُسے جیب کہنے لگے۔ کیونکہ وہ بھی قوس کے لئے ایسا ہے جیسے سینہ کے لئے گریبان ٭

شمع عرب میں موم کو کہتے ہیں۔ پھر موم کی شمعیں بننے لگیں۔ ان کا نام بھی شمع ہی رہا۔ فارس میں آکر چربی کے قالب میں ڈھلیں۔ یہاں شمع عام ہوگئی۔ موم کی بتی ہو خواہ چربی کی۔ عرب میں شمع وہی موم ہے ٭

اسباب عربی میں جمع سبب کی ہے۔ فارسی میں اسباب خانہ داری کو کہتے ہیں ٭

شراب عرب میں پینے کو اور اُس چیز کو کہتے ہیں جو پینے میں آئے۔ فارس میں مرادف بادہ ہوگیا ٭

(۱) بعض الفاظ سفر کرکے آتے ہیں۔ اور ملک غیر میں بے عزت ہو جاتے ہیں[ل] ٭

غلام۔ عرب میں نوخط لڑکے کو کہتے ہیں۔ فارس میں لونڈی کا نر غلام ٭

مہتر فارسی میں سردار کو کہتے ہیں۔ ہندوستان میں چوڑھا ہوگیا ٭

[ل] آلتہ۔ وصف کردن۔ شہوت۔ صحبت کردن وصحبت داشتن ٭

اسی خیال سے گھوڑے کی اندھیری کا اُجیاری نام رکھا یہ پیش نہ گئی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جسے اب ہم اندھیری کہتے ہیں اس وقت اسے بھی اندھیاری کہتے تھے۔

جہانگیر نے شراب کا نام رام رنگی رکھا۔ مگر رنگ نہ جما۔

جمعرات کا نام مبارک شنبہ رکھا کہ جو خوشی ہمیں ہوتی ہے اکثر اسی دن ہوتی ہے۔ پیر کا نام گم شنبہ رکھا۔ لکھتا ہے کہ مجھے جو غم یا فکر ہوتا ہے اسی دن ہوتا ہے اس کا نام ایام ہفتہ سے گم ہونا چاہیئے۔

محمد شاہ نے بلبل ہندوستان کا نام گلدم رکھا تھا۔ اب تک اسی طرح چلا آتا ہے۔ رنگترہ کو پہلے سنگترہ کہتے تھے۔ محمد شاہ نے کہا کہ اس لطیف میوہ کو پتھر مارنا سخت ستم ہے۔ رنگترہ کہا کرو کہ خوش رنگ بھی ہے۔ تر و تازہ بھی ہے۔

شاہ عالم نے سرخاب کو گلسرہ کہا مگر شہرت نے نامنظور کیا۔

کنجر اور کنجری ہندی میں زن رقاصہ کو کہتے تھے۔ اکبر نے ایک دن خوش ہو کر کہا کہ انہیں کنچنی کہا کرو۔

نواب سعادت علیخاں نے ملائی کا نام بالائی رکھا۔ اہل لکھنؤ اب بھی بالائی کہتے ہیں۔ اور شہروں میں شہرت نہ ہوئی۔

عزیزانِ وطن! تم ضرور کہتے ہوگے کہ زبان کی عمر کیا؟ اور اُس کی تاریخ کیا؟ یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔ عالم میں بہت سے ملک۔ بیشمار اہل ملک اور ہزاروں قومیں ہیں۔ اسی طرح زبانوں کا بھی عالم گروہ در گروہ سمجھو۔ کہ تھا۔ اور ہے۔ اور ہوتا رہیگا۔ جس طرح قومیں بڑھیں۔ چڑھیں۔ ڈھلیں اور فنا ہوگئیں اور ہونگی۔ اسی طرح زبانوں کا عالم ہے۔ کہ اپنے الفاظ کے ساتھ آباد ہے وہ اور اُس کے الفاظ پیدا ہوتے ہیں۔ ملک سے ملک میں سفر کرتے ہیں۔ حروف و حرکات اور معانی کے تغیر سے وضع بدلتے ہیں۔ بڑھتے ہیں۔ چڑھتے ہیں۔ ڈھلتے ہیں اور مر بھی جاتے ہیں۔

کو سمجھو کہ مر گئے ٭

چاپ چھاپے کا کام ہندوستان سے گیا۔ اسی واسطے یہ نام پایا ٭

(۵) علمی الفاظ اور علمی اصطلاحیں بھی پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ اکثر زندہ رہتی ہیں اور کارروائی کرتی ہیں۔ علم ہمیشہ ترقی کرتا ہے۔ اور اصلاح پاتا ہے۔ اس لئے بعض الفاظ جلد مر جاتے ہیں۔ نئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ آج سے ۳۰ برس پہلے کی ریاضی یا جغرافیہ کی کتاب اُردو زبان میں دیکھو تو یہ تعجب جاتا رہیگا ٭

(۶) خوش ایجاد نام بھی اکثر کم عمر اور ناپائدار ہوتے ہیں ٭

محمود غزنوی جب ہندوستان میں آیا اور آم کھایا۔ تو بہت بھایا۔ مگر نام سُن کر ہنسا اور کہا۔ سخت ستم ہے کہ ایسا لطیف میوہ اور نام میں یہ فحش! اسے نغزک کہنا چاہیئے کہ اسم با مسمےٰ ہو چنانچہ بعض فارسی کی کتابوں میں نغزک بعض میں انبہ لکھتے ہیں۔ امیر خسرو نے قران السعدین میں ہندوستان کے میووں کی تعریف کرتے کرتے آم کے باب میں بھی چند اشعار لکھے ہیں ؎

نغزکِ خوش مغزِ کنِ بوستاں	خوب ترین میوۂ ہندوستاں

نعمت خان عالی نے اپنے دوست حسن خاں کو آموں کی رسید لکھی۔ اسکی نظم میں ایک شعر ہے کہ نہیں بھولتا ؎

انبہ فرستاد حسن خاں بمن	اَنْبَتَہُ اللّٰہُ نَبَاتاً حَسَنْ

اکبر نے صدہا چیزوں کو ناموں کے خلعت دئے۔ کوئی باقی ہے کوئی پُرانا ہو کر پھٹ گیا۔ ایک دن اصطبل خاصہ میں گھوڑوں کے دیکھنے کو آیا۔ ہلاک خور ٹوکرے بھر بھر کر کثافتیں اُٹھا رہے تھے۔ فرمایا کہ بڑی محنت کی روٹی کھاتے ہیں انہیں حلال خور کہنا چاہیئے۔ آج تک وہی نام چلا آتا ہے ٭

ہار کو کہا کہ سنگار کی چیز۔ اور مبارک چیز پر ہار کا نام آنا بدشگونی ہے۔ اسے پھول مال کہا کرو۔ سیہ سرسبز نہ ہوا ٭

دستور یہ ہے کہ بعض لباس ۔ بعض کھانے ۔ بعض اجناس ۔ بعض علمی مطالب اور اُن کے سامان ملک غیر سے آئے ۔ وہ یا تو اپنے نام ساتھ لائے یا یہاں آکر یہیں کی زبان سے نام پائے ۔ فارس میں عرب کا تسلّط ہوا ۔ اور ملک ۔ مملکت ۔ مذہب سکونت سب کو روک لیا ۔ کہ یہی رستے زبان کے استقلال یا انقلاب کے تھے ۔ اہل ملک بہت تو مسلمان ہو گئے ۔ بہت سے آوارہ ہو گئے ۔ اور جو بھاگنے کے قابل ہی نہ تھے ۔ وہ گمنامی کے غاروں اور پہاڑوں میں بیٹھ رہے ۔ زبان قومی کی حفاظت کون کرتا؟ علوم ۔ فنون ۔ کتابیں اور علمی سامان جو یونان سے پہلو مارتے تھے ۔ اس طرح فنا ہوئے کہ نام و نشان تک نیست و نابود ہو گئے ۔ پھر جو علم ۔ ادب اور شائستگی نے رونق پھیلائی ۔ وہ علما اور شرفائے عرب سے پھیلی ۔ یا اُن نومسلموں سے جنھوں نے عربیّت اور اسلام کا جامہ پہن لیا تھا اور اُسی کو فخر سمجھتے تھے ۔ اقبال سلطنت ایک ایسی برکت ہے ۔ کہ جس قوم کے ماتھے کو لگ جاتا ہے ۔ اُس کی ہر چیز بلکہ بات بات دیکھنے والوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے ۔ اس لئے ہزاروں فارسی کے لفظ گم ہو کر فنا ہو گئے ۔ ہزاروں رہے ۔ مگر بے رغبتی کے سبب بے رواج ہو کر متروک ہو گئے ۔

بہت سے نئے الفاظ ہیں کہ سلاطین چغتائی کے عہد میں اشیائے مختلف کے لئے ہندوستان کے اہل انشا یا دربار کے اراکین نے پیدا کئے ۔ یہاں کی معتبر تاریخوں میں مسلسل ہیں ۔ اور اُن شعرا کے کلاموں میں منظوم ہیں ۔ جو کہ ہندوستان میں تھے یا آئے اور رہ کر چلے گئے ۔

رسد ۔ جن معنوں میں بولتے ہیں ایران میں کہو تو کوئی نہ سمجھیگا ۔ وہاں **سورسات** کہتے ہیں ۔

منشی ۔ ایران میں کسی کو کہیں تو اُس کے لفظی معنی (یعنی **انشا پرداز**) سمجھے جائینگے اور بس ۔ جسے یہاں منشی کہتے ہیں ۔ وہاں اُسے **میرزا** کہتے ہیں ۔

تمسّک ۔ ہندوستان میں جن معنوں میں متعارف ہے ایران میں کہیں تو کوئی نہ سمجھیگا ۔

رسید ۔ یہاں قبض الوصول کو کہتے ہیں ۔ ایران میں کہیں تو کوئی نہیں سمجھتا ۔

تغیّرات مذکورہ اکثر تغیّر سلطنت کے صدمہ سے ہوتے ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ کم ہوتے ہیں۔ پھر بھی ضرور ہوتے ہیں۔ کیونکہ عادت الٰہی اسی رستہ پر جاری ہے اور رہیگی۔ اور میں عنقریب اُس کی کیفیت دکھاؤنگا *

امن و عافیت کے زمانہ میں بھی تغیّر کی دستکاری الفاظ و عبارت پر اپنا کام کئے جاتی ہے۔ ان میں آفرینش۔ ترقی اور فنا کا عمل جاری رہتا ہے۔ اور بہت چپکے چپکے چلتا ہے۔ لیکن اُسی طاقت اور اُسی انداز سے۔ جیسے دریا کا بہاؤ یا ہوا کا رُخ۔ جس کا پھیر کسی کے اختیار میں نہیں۔ قوم اپنے گھر میں قائم اور ملک برقرار ہوتا ہے۔ پھر بھی تغیّر مذکور اپنا کام کئے جاتا ہے۔ نثر میں شیخ بوعلی سینا کی حکمت فارسیہ وغیرہ۔ نظم میں دیوان شاہ ناصر خسرو۔ شاہنامہ وغیرہ۔ دیکھ لو۔ صدہا لفظ ہیں۔ کہ اب بولنے میں نہیں آتے۔ صدہا ہیں۔ کہ فرہنگوں میں دیکھے بغیر معنی نہیں معلوم ہوتے۔ صدہا ہیں کہ فرہنگوں میں بھی نہیں ملتے اسی کو مرنا کہتے ہیں *

جب ایک زبان کی تصانیف مختلفہ کو عہد بعہد۔ اور سال بسال برابر سجاتے ہیں۔ اور تغیّرات مذکورہ پر نظر کرتے ہیں تو زبان کا عالم ایک سرزمین معلوم ہوتی ہے۔ کہ فصل بفصل پرانے نباتات جل کر خاک ہوتے جاتے ہیں اور نئے اُگ کر اُن کی جگہ کو ہرا کرتے ہیں۔ لطف یہ ہے کہ فلسفی زبان خواہ زمین کی طبیعت سے خواہ انسان کی ضروریات اور کارروائی پر نظر کرکے فقط تغیّرات زبان کی تاریخ ہی نہیں جان لیتا۔ بلکہ جس طرح ایک تجربہ کار مورّخ یا سلطنت کا مدبّر سابق اور موجودہ حالت کو دیکھکر آئندہ کے واقعات پر پیش بینی کرتا ہے۔ یہ زبان موجودہ کے حالات پر حکم لگاتا ہے اور بتاتا ہے۔ کہ آئندہ کس طرح اور کس انداز میں بڑھیگی۔ یا دب جائیگی۔ چنانچہ فارسی پر ایک زمانہ میں عرب کی چڑھائی تھی۔ اب ممالک یورپ کا زور نظر آتا ہے *

الفاظ جو سفر و سیاحت کرکے ملک غیر سے آتے ہیں۔ اور زبان میں گھر بناتے ہیں وہ اکثر تجارت کی وکالت یا قوموں کے ارتباط سے راہ پاتے ہیں۔ زبانوں میں عام

بلند نظر ایسے عالی دماغ ۔ ہمت والے شخص کو کہتے ہیں کہ کوئی بلند رتبہ اور عمدہ حالت اس کی خاطر میں نہ آئے ۔ ہمیشہ ترقی کا طالب رہے اور اس کی تحصیل میں کسی خطرناک تدبیر سے اندیشہ نہ کرے ۔ یہ لفظ بھی تیس چالیس برس سے پیدا ہوا ہے ٭

عزت طلب ۔ میں یہ لفظ عالم طفولیت میں اکثر شرفا کے باب میں سنا کرتا تھا ۔ جو شخص کہ سامان ۔ لباس ۔ اخلاق ۔ اطوار ۔ عادات اور معاشرت احباب میں ہمیشہ ایسی حالت کے ساتھ رہے جس سے حکام اور خاص و عام اس کے ساتھ بہ عزت پیش آئیں ۔ اسے تعریف کے ساتھ کہتے تھے کہ فلاں شخص عزت طلب آدمی ہے ۔ لفظ مذکور تحریر میں داخل نہ تھا ۔ اب مدت سے متروک ہے ۔ ہم سے کچھ پہلے پیدا ہوا ۔ اور ہمارے سامنے مر گیا ٭

وضعدار بھی ایسے ہی شخص کو کہتے تھے ۔ اور تہذیب انگریزی سے پہلے یہ الفاظ شرفا کے لئے تعریف میں داخل تھے کہ پابندی وضع لازمۂ شرافت تھی ۔ دلی میں اب بھی وضعداری سے بانکپن اور حسن مراد لیتے ہیں ٭

اخبار ۔ جس صورت سے اب جاری ہیں پہلے یہ صورت ہی نہ تھی ۔ اسی واسطے اس کے لئے نام بھی نہ تھا ۔ یہ لفظ ۔ ان معنوں کے ساتھ ہندوستان میں اب پیدا ہوا ورنہ ظاہر ہے کہ اخبار جمع خبر کی ہے اور بس ۔ اہل ایران نے اس کے لئے روزنامہ یا خبرنامہ پیدا کیا ۔ اور یہ مناسب تر ہے ٭

صاحب لوگ ۔ عرب میں صاحب بمعنی ہم صحبت ہے ۔ پھر اور لفظوں کے ساتھ مل کر فاعلیت کے معنی پیدا کرنے لگا ۔ مثلاً صاحب الصّولۃ ۔ و الملک والدولۃ فارس میں آ کر صاحب ملک ۔ صاحب دولت ۔ صاحب مال رہا ۔ ہندوستان میں آ کر لفظ تعظیمی ہوا ۔ میر صاحب ۔ مرزا صاحب ۔ نواب صاحب ۔ اسّی نوّے برس سے صاحبانِ انگریز کے نام کا جُزو ہو گیا ۔ پھر جو کمینہ سے کمینہ کرسٹان ہو ۔ وہی صاحب لوگ ہو گیا ٭

گاؤتکیہ - ہندوستانی فارسی ہے ایران میں متکّا کہتے ہیں *

روشنائی - لکھنے کی سیاہی کو کہیں تو کوئی ایرانی نہیں سمجھتا - وہ مرکّب کہتے ہیں *

دست پناہ - ہندوستانی فارسی ہے - وہاں آتشگیر کہتے ہیں *

مالیدہ یا ملیدہ - ہندوستان میں کہتے ہیں - وہاں کوئی نہیں سمجھتا - وہ چنگنالی کہتے ہیں *

اسی طرح عطردان - پاندان وغیرہ وغیرہ - ہزاروں لفظ ہیں کہاں تک لکھوں *

اکثر الفاظ ہیں کہ عربی - فارسی یا ہندی میں اپنے اپنے معنوں میں مستعمل تھے اور ہیں - ہماری آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے انقلابِ زمانہ نے نئے خیالات پیدا کئے اور وہی الفاظ جُوں بدل کر نئے معنوں کے لئے نامزد ہوئے *

تہذیب کے معنی لغت میں ہیں پاک کردن - اصلاح کردن - اب سولزیشن کے معانی کی ہیئت مجموعی جو کچھ ہے تمہارے ذہن میں ہے - اور یہ خیال بھی انگریزی سے ہماری زبان میں آیا ہے - تم خود غور کر کے دیکھو! جن جن معنوں کی رعایت سے آج لفظ تہذیب بولا جاتا ہے - اور اس میں کوٹ - پتلون اور پھُندنے دار ٹوپی بھی شامل ہے - وہ حقیقی معنوں سے کس قدر علیحدہ ہیں - یہ خیال اور یہ لفظ دونو ہماری آنکھوں کے سامنے پیدا ہوئے ہیں - اور یہی حالت ہے شائستگی کی *

تعلیم یافتہ کے لفظی معنی تم جانتے ہو - انگریزی میں جسے ایجوکیٹڈ کہتے ہیں اب ہم اسے تعلیم یافتہ کہتے ہیں - لیکن اس میں کئی صفتیں اور مقصود ہو گئی ہیں - جن میں شرافت کی بربادی اور کوٹ پتلون کی فرضیّت لازم کی گئی ہے - جو تعلیم یافتہ کے اصلی معنوں سے بالکل الگ ہیں - یہ خیال انگریزی سے آیا اور حال ہی میں یہ لفظ بھی اس کے لئے نامزد ہوا *

بلند نظری کے لفظی معنی ظاہر ہیں - لیکن حال کی تحریروں اور انگریزی کے ترجموں میں

زبان کا جینا اور مرنا

زبان اپنے کمال جوانی اور زور زندگانی پر شمار کی جاتی ہے۔ جبکہ اُس کے ذخیرہ میں ہر علم۔ ہر فن کی تصنیفات ہوں۔ اور ہر قسم کے حالات ومطالب کے ادا کرنے کے واسطے الفاظ ومحاورات کے سامان حاضر ہوں۔ اس کا مضائقہ نہیں کہ الفاظ مذکورہ خاص اسی کے ملک کی آفرینش ہوں خواہ غیر ملکوں سے آئے ہوں۔ زبان کا استقلال اور آئندہ کی زندگی چار ستونوں کے استقلال پر منحصر ہے۔ (۱) قوم کا ملکی استقلال۔ (۲) سلطنت کا اقبال (۳) اُس کا مذہب (۴) تعلیم وتہذیب۔ اگر یہہ چاروں پاسبان پورے زوروں سے قائم ہیں۔ تو زبان بھی زور پکڑتی جائیگی۔ ایک یا زیادہ جتنے کمزور ہونگے اُتنی ہی زبان ضعیف ہوتی جائیگی۔ یہاں تک کہ مرجائیگی۔ مرنا اُس کا یہی کہ خواص وعوام کی زبانیں اس کے بولنے سے اور قلم اُس کے لکھنے سے مُنہ پھیر لیں۔ یعنی نہ کہیں بولی جائے۔ نہ اس میں تصنیف وتالیف کا رواج رہے ۞

زبان کا انقلاب کُلّی اکثر انقلاب تاریخی سے ہوتا ہے۔ وہ طوفان اُسے چاروں طرف سے تہ و بالا کردیتا ہے اور اسی میں اکثر زبانیں فنا ہوجاتی ہیں۔ میں اس موقع پر یونان اور روما کی زبانوں کے مرنے کا ذکر نہ کرونگا۔ کیونکہ میں اور میرے ہموطن اُن کے حال سے بے خبر ہیں۔ اُنھی چند زبانوں کا حال سُناتا ہوں۔ جنھیں سب جانتے ہیں ۞

سنسکرت کی زندگی

(۱) قوم گھر میں قائم ہے اور یہ شکر کا مقام ہے ۞

(۲) سلطنت کے اقبال کے ساتھ زبان کا اقبال رخصت ہوا۔ زبان کو

کوٹھی۔ ہندوستان میں صاحب لوگ لباس تجارت میں آئے تھے۔ چونکہ تاجروں کا رہنا سہنا۔ ملنا جلنا۔ لین دین تاجروں ہی سے ہوتا تھا۔ اوّل اوّل معاملات بھی بنگالہ کے تاجروں اور مہاجنوں ہی سے ہوتے ہونگے۔ عالمِ مسافرت میں انہیں نوکر چاکر درکار ہوئے ہونگے۔ وہ بھی انہیں سے لئے ہونگے۔ عالیشان مہاجنوں اور سوداگروں کی دُکانوں کو کوٹھی کہتے ہیں۔ چونکہ صاحب لوگ لباسِ تجارت میں تھے۔ جب کسی سے ملتے جُلتے ہونگے کوٹھی پر جاکر ملتے ہونگے۔ وہ پوچھتے ہونگے۔ آپ کی کوٹھی کہاں ہے۔ یہ پتا بتا دیتے ہونگے اور سمجھتے ہونگے کہ کوٹھی گھر کو کہتے ہیں۔ کیونکہ مسافر تھے۔ ان کی دُکان اور کوٹھی ایک ہی تھی۔ ان کے نوکر بھی کوٹھی ہی کہتے ہونگے۔ کام کے موقع پر آپ کہتے ہونگے۔ یہ چیز ہماری کوٹھی پر لے آؤ۔ اور لوگ کہتے ہونگے جاؤ۔ یہ چیز صاحب کی کوٹھی پر دے آؤ۔ مدّت کے بعد تجارت کا پردہ اُٹھا دیا۔ وہی گھر دارالحکومت ہو گئے۔ جب سے کوٹھی کا نام جو محاورہ میں آگیا تھا۔ وہی رہا اور یہ نیک نیتی کا پھل ہے ؎

چٹّھی۔ بنگالہ کے ہندو مسلمان خط کو چٹّھی کہتے ہیں۔ ابتدا میں جب کوئی صاحب لوگوں کو کچھ لکھتا ہوگا۔ نوکر آکر کہتا ہوگا۔ صاحب یہ چٹّھی آئی ہے۔ یہ بھیجتے ہونگے تو کہتے ہونگے۔ یہ چٹھی فلانے مہاجن کو دے آؤ۔ اُن سے باتیں کرتے ہونگے۔ تو بھی چٹّھی ہی کا لفظ محاورہ میں آتا ہوگا۔ صاحب لوگ اُردو اور ہندی کے محاورہ سے واقف نہ تھے۔ چٹّھی ہی کہتے رہے۔ آگے کے شہروں میں بڑھے۔ پھر بھی جو لفظ محاورہ میں آگیا تھا۔ اُسی طرح رہا۔ یہاں تک کہ اب انگریزوں کے خطوط اور ہر انگریزی خط کو چٹّھی کہتے ہیں ؎

بڑا دِن۔ دسمبر کی ۲۵ تاریخ کو بڑا دن کہتے ہیں۔ حالانکہ برس کا سب سے بڑا دن یہ نہیں۔ البتہ ۲۵ سے دن بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ لیکن محاورہ میں یہی نام ہو گیا جب کہتے ہیں سب سمجھ جاتے ہیں۔ ایسے ایسے ہزاروں لفظ ہیں کہاں تک لکھوں ؎

سنسکرت اور فارسی زبان کی فیلالوجیا

عزیزانِ وطن! فارسی اور سنسکرت کی قرابت قدیم کا سلسلہ آج گروہ گروہ مخلوقاتِ الفاظ کو آپ کے سامنے حاضر کرتا ہے جن کے قیافے اور شکل و شباہت اُن کے اتحادِ نسل پر شہادت دینگے۔ پہلے اتنی بات اور بھی سن لو کہ یورپ میں فلسفۂ زبان کے ماہروں نے بہت سی زبانوں کو ... ہر زبان میں حرفوں کی ترکیب۔ لفظوں کے جوڑ بند اور عبارتوں کے انداز پر خیال کرکے کل زبانوں کو تین حلقوں میں انتظام دیا ہے۔ ہر حلقہ میں کئی کئی شاخیں لگائیں۔ نکتہ اس میں یہ ہے۔ کہ جو ایک نسل کی زبانیں ہیں۔ اُن کے الفاظ کی نسل ایک ہی حلقہ میں ملیگی۔ دوسرے حلقہ میں نہ جا ملیگی۔ اس تقسیم نے بڑی آسانی کر دی۔ کہ الفاظ کے سراغ لگانے والے کو اپنی سوئی جنگل جنگل میں ڈھونڈنی نہ پڑی۔ اور ظاہر ہے کہ جنگل کی نسبت کسی چیز کو ایک محلّہ میں ڈھونڈنا اتنا دشوار نہیں ۔

تینوں حلقوں کی تفصیل یہ ہے :-

(۱) ایرین۔ اس کی شاخیں ہندوستانی۔ ایرانی۔ یونانی۔ لاطینی۔ فرنچ۔ جرمن روسی وغیرہ وغیرہ ۔

(۲) شیمیٹک۔ اس کی شاخیں۔ عربی۔ عبرانی۔ کلدانی وغیرہ وغیرہ ۔

(۳) تیورنین۔ اس کی شاخیں۔ متفرقات ہیں جن میں بعض ... بے علم زبانیں شامل ہیں۔ مثلاً تاتار۔ سیام۔ برما۔ کمبھج۔ پیگو وغیرہ کی زبانیں ۔

اب غرض اصلی پر آتا ہوں اور اسے دو فصلوں میں تقسیم کرتا ہوں :-

(۱) جب دو زبانیں ہمارے سامنے پیش ہوں تو اُن کی نسل اور خاندانوں کی

کون سنبھالے۔ دیکھ لو تصنیف و تالیف اور زبان کی ترقی بند ہے ؛
(۳) مذہب فقط گھروں میں قائم ہے۔ زبان کو زور دیتا ہے مگر بہت کم ؛
(۴) قدیمی تعلیم۔ قومی تہذیب اور علوم و فنون بھی نہ رہے۔ پہلے صرف ضرورت ہائے وقت کے سبب سے مسلمانوں کی تعلیم و تہذیب پسند کرنی پڑی تھی۔ اب انگریزی ہے۔ دو نئے رنگوں نے (سلطنتِ مغلیہ و انگلشیہ) پُرانے رنگ کو مدّھم کر دیا ہے ان سب باتوں پر نظر کر کے دیکھ لو زبان سنسکرت کا کیا حال ہے ؛

فارس کی قدیمی زبان

(۱) قوم آوارہ وطن ہو کر بدحال ہو گئی ؛
(۲) سلطنت نے اُسے چھوڑ دیا (مصلحت وقت نے رائج الوقت فارسی اس کے مُنہ میں رکھ دی) ؛
(۳) مذہب فقط اُتنا زبان کو سنبھالے رہا۔ کہ مرنے جینے اور رسم رسوم کے کام میں آتی ہے۔ وہ بھی اَن پڑھ لوگ بے سمجھے الفاظ میں کُچھ کا کُچھ کہہ لیتے ہیں۔ سمجھتے اصلاً نہیں ؛
(۴) تعلیم اور تہذیب اور علوم قدیمہ سب مٹ گئے۔ اب زبان مذکور کی حالت کو دیکھ لو کہ کیا ہے۔ ژند۔ پاژند۔ پہلوی کو کوئی جانتا بھی نہیں ؛

کی نسل خالی نہیں رہ سکتی۔ اگر دو زبانوں میں یہ ایک ہی ہیں۔ تو جان لو کہ بولنے والوں کی اصل بھی ایک ہی تھی ؛

نام اقربا	فارسی	سنسکرت	
باپ	پدر۔ باب	पितृ	پِتری
ماں	مادر۔ مام	मातृ	ماتری
بھائی	برادر	भ्रातृ	بھراتری
بہن	خواہر	स्वसृ	سُوسری
بیٹا	پور	पुत्र	پُتّر
بیٹی	دختر	दुहितृ	دُہتری
داماد	داماد	जामाता	جاماتا
سُسر	خُسر[1]	श्वसृ	سُوشُر

(۲) اعضائے بدن بھی انسان سے کبھی جُدا نہیں ہوتے۔ جن دو زبانوں کے اتحادِ اصل کی بابت تحقیق مدِّنظر ہو۔ ان میں اعضا کے ناموں کو دیکھو۔ اگر دونو زبانوں میں ایک ہی نام ہے تو جانو کہ دونو کے بزرگ ضرور کسی وقت میں ایک جگہ رہتے تھے ؛

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت	
سر	शिर	شِر	زبان	जिह्वा	جِوہا
تارک	तालुक	تالک	گلو	गल	گل۔ گوگو
چشم	चक्षु	چکشو	گریے۔ گردن	ग्रीवा	گریوا
اَبرو	भ्रू	اَبھرو	(بازو یا باہو)	बाहु	باہو
دند	दन्त	دنت	دوش	दोषान	دوشن

[1] دیکھو۔ فصل خ اور اُس کے مبادلے ؛

اصل پہچاننے کے کیا اصول ہیں۔ یعنی ہم اُن کے رنگ و روپ اور خط و خال کو کس نظر سے دیکھیں۔ جس سے پہچان لیں کہ دونوں کی اصل نسل ایک ہے یا نہیں ہے۔ اور سنسکرت اور فارسی بہنیں ان قیافوں سے ایک گھرانے کی اولاد معلوم ہوتی ہیں یا نہیں +

(۲) ان دونوں کے الفاظ جو مشابہ ہیں۔ ان میں تغیّر و تبدّل کن اصول کے بموجب ہوئے ہیں +

آغازِ مقصد

عزیزانِ وطن! گزشتہ لکچر میں سُن چکے ہو کہ جب ایک ملک کی اجناس و اشیا دوسرے ملک میں آتی ہیں۔ تو اپنے نام ساتھ لاتی ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رستہ میں سے نئے نام لیتی آتی ہیں۔ کبھی یہاں آکر نیا نام پاتی ہیں۔ اس طرح ہر ملک میں اکثر اشیا کے لئے الگ الگ نام ہوتے ہیں۔ لیکن اکثر چیزیں لازمی اور ناگزیر ہوتی ہیں۔ جن کے برتنے اور نام لینے سے کسی وقت بلکہ ابتدائے آفرینش اور شروع انسانیّت میں بھی کسی کو چارہ نہ تھا۔ ہاں جبکہ جماعت مذکور کی جمعیت پھیلی ہوگی۔ تو جہاں جہاں لوگ پھیل گئے ہونگے۔ اشیائے مذکورہ کو اپنے ناموں سمیت ساتھ لے گئے ہونگے۔ پس جن دو زبانوں میں ایسی چیزوں یا کاموں کے نام بعینہ یا کچھ تغیّر کے ساتھ ایک ہوں۔ تو جان لو کہ یہ دونو قومیں ضرور کسی وقت ایک گھرانے اور ایک گھر کی رہنے والی تھیں۔ اور اسی سُراغ پر چلو گے تو اور بہت سے لفظ نکل آئینگے۔ جن سے امر مذکور کی تصدیق ہوگی۔ یہ سراغ کئی نشانوں میں چل کر منزل آگاہی پر پہنچتے ہیں +

(۱) نہایت قریبی رشتہ داروں کے نام ہیں جن سے کوئی گھر بلکہ اولادِ آدم

کیا عجب ہے کہ سنسکرت میں دو معنوں کے لئے جُدا جُدا لفظ رہے - فارسی میں گرم سے گرمی نکال لی - موسم کے لئے لفظ ہو گا وہ گم ہو گیا ۞

سرد - سنسکرت میں شرد शरद یا شرت शरत ہے - تعجب یہ ہے کہ عربی میں شتا بمعنی سرما ہے - شائد اس میں پہلوی کا شمول ہو ۞

(۴) جو اجناس کہ انسان کے لوازمات ضروری سے ہیں اور کوئی آبادی اُنکی ضرورت سے خالی نہیں ان کے ناموں کو دیکھو - اگر اس قسم کی چیزوں کو دونو زبانوں میں ایک ہی نام سے پُکارتے ہیں - تو جان لو کہ دونوں کے بولنے والے کسی زمانے میں ایک گھر کے رہنے والے تھے ۞

آتش - فارسی हुताशन ہتاشن

دود - ۔ धूम دھوم - دھواں

آب - ۔ अप آپ

آہار ۔ आहार اہار - خوراک (دیکھو صفحہ ۶۰

استنا - ۔ अशात اشت (دیکھو صفحہ ۶۰

گراس - ۔ ग्रास گراس

گندم - ۔ गोधूम گودھوم

جَو - ۔ यव یَو

ماش ۔ माष ماش - ہندوستان میں جسے مونگ کہتے ہیں - ایران میں ماش کہتے ہیں - اور ماش کو ماش سیاہ کہتے ہیں ۞

برنج - فارسی व्रीहि بریہی - اور بریہی بھی کہتے ہیں -

شالی ۔ शाली شالی

شیر ۔ क्षीर کھشیر - دود

ماست ۔ सक्तु ستو

فارسی	سنسکرت	تلفظ	فارسی	سنسکرت	تلفظ
دست	हस्त	ہست[1]	سُرین	श्रोणि	شرونی
مُشت	मुष्टिक	مُشٹک	زانو	जानु	جانو
اَنگُشت	अङ्गुष्ठ	اَنگُشٹ	پاے	पाद	پاؤ
پشت	पृष्ठ	پریشٹ	استہ ہستہ	अस्थि	استھی
کُش	कुक्षि	کُکشی (کوکھ)	خون	शोनड़	شونڑ
ناف	नाभी	نابھی			

(٣) قدرتی اشیا کہ ہر جگہ موجود ہیں اور ابتدائے آفرینش سے اخیر تک دُنیا ان سے خالی نہ ہوگی۔ ان کے ناموں کو بھی دیکھو۔ اگر وہ ایک ہیں یا قریب قریب ہیں تو جان لو کہ اس نسل کی اصل ایک تھی۔

خدا۔ سنسکرت میں स्वधाता سُوَدھاتا۔

زمین۔ سنسکرت میں ज्मा جماہ دیکھو صفحہ ۵۔

سورج۔ فارسی میں ہور۔ سنسکرت میں सूर्य سوریہ۔ دیکھو صفحہ ۲۸-۴۸-۹۴

چاند۔ ماہ मास ماس۔

تارا فارسی ہے۔ وہی سنسکرت میں تارا तारा ہے۔

روز سنسکرت میں روچ रोचा اور روجری रोजरी روشنی ہے۔

رات فارسی میں شب ہے۔ سنسکرت میں क्षपा شپا ہے۔

شام سنسکرت میں شائم साय شام کو کہتے ہیں۔

باد فارسی ہے۔ سنسکرت वात وات ہے۔ ہوا فارسی ہے سنسکرت वायु وایو ہے۔

گرمی۔ سنسکرت میں گریشم ग्रीष्म ہے یا گریکھم۔ اور گرم گھام घाम ہے۔

[1] خان آرزو اور ٹیک چند بہار دو محقق ہمارے کہتے ہیں کہ اس۔ بمعنی فرسودن ہے۔ تین حرف نسبت۔ آستین پہونچے کو گھستی ہے اس لئے اس نے یہ نام پایا۔ بندۂ آزاد کہتا ہے کہ دست ہست۔ ہستہ سے است۔ پھر استی۔ پھر آستی۔ پھر آستین ہوگیا ہوگا۔ پھر دیکھو۔ دستا زبان ژند میں بمعنی دست ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ ژندکی ذ جب سر لفظ پر ہو۔ تو فارسی میں د بڑھی جاتی ہے شاید ذال سین کے ساتھ ہوکر د ہوئی ہو۔ اور سنسکرت میں ہست ہوگیا ہو۔ اور تے اپنے اصل پر رہا۔

نزد - فارسی ہے - سنسکرت میں نیند नींद ہے -

دیر - ضد زود - سنسکرت میں धीर دھیر ہے -

راست - یعنی سیدھا - سنسکرت میں ऋजु رجو

سفید - श्वेत سبیت

سیاہ - श्याम شیام

سنگم اور سنگار - فارسی میں رفیق و ہمراہی کو کہتے ہیں - سنسکرت میں سنگم संगम ہمراہی اور رفاقت ہے -

سنگ - فارسی میں پتھر کو کہتے ہیں - سنسکرت میں شان शान کہتے ہیں +

(۵) جانوروں کے نام جن سے کسی زمانہ میں آبادی خالی نہیں ہوتی - انہیں بھی دیکھو :-

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت	
مرد	मरतप	مرتپ	خر	खर	کھر
زن	जनी	جنی	اشتر	उष्ट्र	اشٹر
نر	नर	نر	میش - بھیڑ	मेष	میش
فارسی میں نر کے مقابلہ پر مادہ کو رکھدیا -			سگ	शुनक	شنک
ناری خدا جانے کیا ہوگئی - غالباً کچھ لفظ			شغال	शृगाल	سری گال
اسی مادہ سے ہوگا +			خوک	शूकर	شوکر
کپی بندر	دیکھو صفحہ ۳۹		موش	मूषक	موشک
گاؤ	गो	گو	مگس	मक्षिका	مکھشیکا
میش	महिष	مھش	کلاغ	काक	کاک
اسپ	अश्व	اشو	چتوک چغوک	चटिका	چٹکا

(۶) کوئی قوم اور اس کی کوئی حالت ایسی نہیں جس میں اُسے گنتے کی حاجت

کرپاس- فارسی کرپاس करपास کرپاس- روئی اور سوت کو بھی کہتے ہیں

تار " तान تان- دیکھو- تنیدن سے مشتق ہے -

پود- " व्युति بیوتی

گرم سوت " गर्भसूत्र گربھ سوت

خُم- " कुम्भ کُمبھ

پیالہ " पीना پینا - پیاں- چونکہ پینے سے مشتق ہے اس لئے یقین ہے کہ فارسی میں بھی کوئی مصدر اسی ماخذ کا ہوگا- اب مرگیا- اور جب بات کو یہاں تک گنجائش ہوئی تو کہہ سکتے ہیں کہ عہد قدیم میں پانی بھی فارسی میں ضرور ہوگا- ورنہ کیا سبب ہے ۹۰۰ برس سے زیادہ گزرے- حکیم سنائی جو کبھی خراسان سے ہند میں نہیں آئے ایک قصیدہ میں کہتے ہیں ؎

نہ دراں دیدہ قطرۂ پانی نہ دراں معدہ جز حسد زندہ

پیمانہ- فارسی ہے- سنسکرت پرمان प्रमाण

چرم- فارسی ہے- سنسکرت چرم चर्म یعنی چمڑا ہے-

دار- فارسی میں درخت- اور اُس لکڑی کو بھی کہتے ہیں جس سے چھت چھائیں- سنسکرت میں دار दार اور دارو दारु لکڑی کو کہتے ہیں- اسی سے ہے دارچینی ✦

در فارسی ہے- سنسکرت میں دوارہ اور خانہ کو खण्ड کھنڈ کہتے ہیں-

پوزہ- فارسی- بوز پھل کو کہتے ہیں-

شاخ- शाखा شاکھا-

تعجب یہ ہے کہ درخت دیودار देवदार فارسی میں بھی دیودار ہے- اور عرب نے شجر الجن ترجمہ کیا ✦

دور- سنسکرت میں दूर ہے- ضدِّ نزدیک-

یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلوی میں ۳ کو سہ کہتے ہیں۔ اور س لکھتے ہیں۔ وہ بھی مخفّف و مبدّل ترایو کا ہے۔ کیونکہ حرف مذکور س کی بھی آواز دیتا ہے۔ تخت جمشید کی پرانی کتابوں میں ایک جگہ ہے اتھنگینا یعنی اسنگینا۔ اور جس سواری کو سنسکرت میں رتھ रथ کہتے ہیں۔ ژند میں رث اور پہلوی میں رس کہتے اور لکھتے تھے۔ پس برہان قاطع میں جو تیرست کو پہلوی لکھا ہے یہ غلطی ہے ژند لکھنا چاہیے تھا ؟

اعداد فاعلی بھی دیکھو دونو زبانوں میں کتنے مطابق ہیں :-

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت	
یکم	پرتھم	प्रथम	بستم	بشتم	विंशतम्
دوم	دویت	द्वितीय	سی ام	ترشتم	त्रिंशतम्
سہ ام	ترتپ	त्रितीय	چہلم		चत्वारिंशतम्
چہارم	چترتھ	चतुर्थ	پنجاہم		पंजाशितन्
پنجم	پنچم	पंचम्	شصتم		षष्टितम्
ششم	ششٹم	षष्टी	ہفتادم		सप्ततम्
ہفتم	سپتم	सप्तम्	ہشتادم		अशीतम्
ہشتم	اشٹم	अष्टम्	نودم	نوات	नवत
نہم	نووم	नवम	صدم	شتم	शितम्
دہم	دشم	दशम्			

جب تم دیکھتے ہو کہ اشیاے مذکورہ کے لئے دونو زبانوں میں ایک ہی نام ہیں تو دل تصدیق کرتا ہے کہ دونو کے صاحب زبان بھی ضرور ایک ہونگے۔ انھی سراغوں پر چل کر لغت کی کتابوں میں داخل ہو۔ تب پرانے لفظ قدم بقدم آگے رستہ بتائینگے۔ اس اندھیرے میں کبھی تاریخ کا چراغ۔ کبھی جغرافیہ کی لاٹھی

نہ ہوتی ہو۔ اس واسطے جن دو زبانوں کا اتّحاد دریافت کرنا ہو۔ اُن کے شمار اعداد کو بھی دیکھو۔ کہ یہ ہے کہ ایک سے دس تک۔ اور وہاں کے اور صدی اور ہزار ضرور ملتے ہونگے ؛

فارسی	سنسکرت		فارسی	سنسکرت	
یک	एक	ایک	بیست	विंशति	وِنشتی
دو	द्वि	دُوئ	سی	त्रिंशति	ترِنشتی
سہ	त्रि	ترِی	چہل	चत्वारिंशति	چتوارِنشتی
چہار۔ چار	चतुर	چتُر	پنجاہ	पंजाशित	پنجاشت
پنج	पंज	پنج	شصت	षष्टी	ششٹی
شش	षष्ट	شٹ	ہفتاد	सप्तति	سپتتی
ہفت	सप्त	سپت	ہشتاد	अष्टी	اشیتی
ہشت	अष्टन	اشٹن	نود	नवती	نوَتی
نہ	नव	نو	صد - ست	शत	شت
ده	दश	دش	ہزار	सहस्त्र	سہسر

عزیزانِ وطن! ان دو زبانوں میں مُدّت دراز سے بے حد مسافت پڑگئی ہے۔ مگر گنتی کو دیکھو۔ کتنی قریب ہے قرابت میں اور کیا ہوتا ہے؟ باوجود اس کے ۳ اور سہ کے عدد میں جو اختلاف ہے کانٹا سا کھٹکتا تھا۔ ایک دن برہان قاطع میں نظر پڑا کہ پہلوی میں ۳۰۰ کو تیرست کہتے ہیں۔ دل اس سراغ پر آگے بڑھا۔ معلوم ہوا کہ زبان ژند میں ۳ کو ترایو کہتے تھے۔ حرف اوّل اس کا ایسی آواز دیتا ہے۔ جو تَ تھَ یا سَ کے بیچ میں ہے۔ جیسے عربی میں ثَ۔ اسکا مبدّل اور مخفّف ترا ہوا۔ اور سَتَ ژند میں وہی صد ہے جو سنسکرت میں شَتَ ہے ؛

لے اسی سے ہے دویست یعنی دو صد ؛

کو آریہ سمجھنا چاہیئے ؛

سوم ۔ دو غیر قوموں کے اشخاص نے دنیاوی اتفاقات کے ذریعوں سے آمد و رفت پیدا کی اور آپس میں مل کر رہنے لگے ۔ ایک نے دوسرے سے ضروریات زندگی کی چیزیں حاصل کیں ۔ ایک ملک کی چیزیں دوسری جگہ جانے لگیں ۔ کاروبار ۔ اوصاف ۔ صنائع بدائع میں الفاظ بھی خلط ملط ہو گئے ۔ تم دیکھتے نہیں ! عربی نے فارسی کو کتنے الفاظ دیئے ۔ پھر عربی فارسی نے ہندی کو کیا کچھ دیا ؟ اور فارسی نے خود آکر ہندی سے کیا کچھ لیا ؟ پھر انگریزی نے عرب سے کتنے الفاظ و مطالب لئے ۔ اب اُردو کو کیا دے رہی ہے ۔ اور کیا کیا اُس سے لے رہی ہے ۔ عرب اور فارس کی طرف دیکھو ! یورپ کی زبانیں وہاں کیا دستکاری کر رہی ہیں ۔ مجھے اس مقام پر نمبر اوّل سے بحث نہیں ۔ کیونکہ پُرانی ہڈیوں کے اُکھیڑنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا ۔ نمبر سوم سے بھی بحث نہ کرونگا ۔ جو آنکھوں کے سامنے کی باتیں ہیں ۔ اُنکی فہرست بنانے سے کیا حاصل ۔ البتہ نمبر دوم تحقیق کا مقام ہے ۔ کہ ہمارے تمہارے بزرگوں کی زبانیں ہیں ۔ انہیں بڑی غور سے دیکھنا چاہیئے ۔ کہ سنسکرت اور فارسی کے لفظ جو اصل میں متحد ہیں ۔ اُن میں تبدیلیاں کن اصول کے بموجب ہوئی ہیں ۔ اُنہیں دیکھکر تمہاری زبان کو ایسا ملکہ ہو جائیگا ۔ کہ جہاں اس طرح کا لفظ پاؤگے حرفوں کو اُلٹ پلٹ کر فوراً معلوم کر لوگے کہ اصل دونو کی ایک ہے ؛

اب دیکھئے ! یہ اتحادِ اصلیت ۷ رنگ میں ظاہر ہوتا ہے :۔

(۱) لفظ اور معنی کسی میں تغیر نہیں آتا ۔ مثلاً کُلال कलाल فارسی میں بھی کمہار کو کہتے ہیں ۔ سنسکرت میں بھی कलाल ہے ؛

کپی فارسی میں بھی بندر کو کہتے ہیں ۔ سنسکرت میں بھی कपि ہے ؛

شالی शाली دھان دونو جگہ یکساں ہیں ؛

جنگل فارسی میں بھی بمعنی صحرا مستعمل ہے ۔ سنسکرت میں بھی जंगल ہے ؛

لیکر چلوگے توکتب مذکورہ میں حالات قدیمہ کا گورستان نظر آئیگا - پھر وہ خرابے آنکھوں میں پھر جائینگے - جہاں معلوم ہوگا کہ دونو قوموں کے باپ دادا ایک زمانہ میں یہیں رہتے سہتے - کھاتے پیتے - سوتے بیٹھتے تھے - اور اسی ایک بولی میں باتیں کرکے زندگی بسر کر گئے ؃

اب میں مبادلہ کے قواعد شروع کرتا ہوں - لیکن اس میں چند باتوں کا خیال رکھو - یعنی اتحاد الفاظ کئی قسم کا ہے ؃

اوّل اتحاد ابتدائی یعنی جب حضرت آدمؑ نے روے زمین پر بود و باش شروع کی ہوگی اور اولاد کا سلسلہ جاری ہوا ہوگا تو وہ سب ایک جگہ رہتے ہونگے - اسی واسطے سب ایک بولی میں بات چیت کرتے ہونگے - اور اسی بنیاد پر سب کی ایک زبان ہوگی - کچھ مدّت کے بعد آبادی کی بہتات اور جگہ کی کوتاہی سے اطراف عالم میں پھیلے ہونگے - مقامات کے اختلاف سے ضرورتیں بھی بدلی ہونگی - حالتوں کے اختلاف نے نئی چیزیں اور نئے کام پیدا کئے ہونگے - ان کے لئے کچھ نئے لفظ پیدا ہوئے ہونگے کچھ پہلے لفظوں میں تبدیلیاں ہوئی ہونگی - رفتہ رفتہ زبانوں میں یہ اختلاف پیدا ہوا ہوگا - جو آج دیکھ رہے ہو - بہت سے الفاظ اوّل بدل گئے بہت سے نئے بن گئے ہونگے - صرف بعض الفاظ مشترک رہ گئے - اُن کا کوئی خیال نہیں کرتا - (دیکھو صفحہ ۳۹)

دوم - اتحاد وسطی کہ ایک قوم کے لوگ وطن سے نکل کر پھیلے - کچھ کہیں جا بسے کچھ کہیں - کئی سو بلکہ کئی ہزار برس کے بعد دونو کی زبانوں کو دیکھتے ہیں تو پہچانی نہیں جاتیں - پھر بھی جب الفاظ و لغات کا پرکھنے والا غور کرتا ہے - تو تاڑ جاتا ہے کہ ایک کان کے نگینے ہیں - ڈول ڈھنگ - رنگ سنگ بدل گئے ہیں - یہ ایسے - جیسے ایک آریہ سے **فارسی** اور **سنسکرت** - **انگریزی** - **فرنچ** - **یونانی** **جرمنی** وغیرہ نکلیں - اور اُن میں الفاظ مختلفہ ملتے جلتے نظر آتے ہیں - ان سب کی اصل

ہے۔ خدا جانے کہ اصل میں عام تھا۔ ہند میں رہکر خاص ہوگیا۔ یا اصل میں خاص تھا۔
فارس میں جاکر انسان وحیوان کے لئے عام ہوگیا ٭
کام۔ فارسی میں مقصد ومطلب ہے۔ سنسکرت میں خاص مطلب نفسانی کو کام काम کہتے ہیں٭
دیو देव سنسکرت میں روح پاک ہے۔ فارس میں بھی عہد قدیم میں روح پاک کو کہتے
تھے۔ جب زرتشت نے مذہب میں فرق ڈالا۔ تو اہل شیطان کو دیو کہنے لگے ٭
آرام۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں आराम عیش باغ کو کہتے ہیں۔ اسی سے
ہے باغِ ارم ٭
بن۔ فارسی میں باغ یا زراعت کو کہتے ہیں۔ اور اس کے کارندہ کو بنوان کہتے ہیں
سنسکرت میں بن वन ایسے جنگل کو کہتے ہیں جہاں تمام درخت چھائے ہوں
اور قدرت نے پھلے پھولے درخت لگائے ہوں ٭
گنج۔ فارسی میں خزانہ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں गञ्ज زرکثیر ہے ٭
بال۔ فارسی میں پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں बाल آدمی
اور پرندوں کے بالوں کو کہتے ہیں ٭
روم۔ فارسی میں آدمی کے بالوں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں روم रोम या یا
لوم लोम آدمی کے بدن کے رونگٹوں کو کہتے ہیں ٭
مایہ۔ فارسی میں اصل شے کو کہتے ہیں۔ جس پر افزائش اور کامیابی واقع ہوسکے۔
سنسکرت میں مایا माया اس چیز کو کہتے ہیں۔ جس سے۔ نیست ہست ہو اور
نابود موجود ہوجائے۔ اسی لحاظ سے قدرت الٰہی کو کہتے ہیں۔ اور ہیولے یعنی
مادہ کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اسی سے دنیا موجود ہوتی ہے ٭

(۵) لفظوں میں کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ معنوں میں فرق آجاتا ہے مثلاً:-
سُمَن۔ فارسی میں ایک خاص پھول کا نام ہے۔ سنسکرت سُمَن सुमन عموماً
پھول کو کہتے ہیں ٭

شال دونو جگہ یکساں ہے ؀

آہار فارسی میں خوراک ہے۔ سنسکرت میں بھی आहार ہے ؀

موری۔ یعنی پانی کا نکاس دونو گھروں میں ایک ہے ؀

نام नाम دونو جگہ ایک ہے ؀

نیل नील دونو زبانوں میں ایک ہی رنگ ہے ؀

نو नव (نیا) دونو جگہ برابر ہے ؀

نیک नीक دونو زبانوں میں اچھا ہے ؀

گراس یعنی نوالہ دونو زبانوں پر ایک ہی مزا دیتا ہے ؀

جال जाल دونو زبانوں میں ایک ہی معنوں کو شکار کرتا ہے ؀

(۲) حرکت یا حرکتیں تبدیل ہوتی ہیں۔ مثلاً :-

وَد۔ فارسی میں حکیم عاقل و دانشمند کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں وِد वैद بمعنی دانستن ہے ؀

ہَلاہِل فارسی میں۔ اور ہَلاہَل हला हल سنسکرت میں زہر قاتل ہے ؀

مِہر فارسی میں۔ اور مِہِر मिहिर سنسکرت میں آفتاب کا نام ہے ؀

(۳) ایک حرف یا کئی حروف میں تغیّر ہوتا ہے۔ مثلاً :-

ماہ۔ فارسی میں چاند کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ماس मास ہے ؀

دہ۔ فارسی میں ۱۰ ہے۔ سنسکرت میں दश وش ہے ؀

پاے۔ پاؤں पाद پاؤ ہے ؀

(۴) لفظوں میں کچھ تغیّر نہیں ہوتا۔ معنوں میں فرق آجاتا ہے :-

بالا۔ فارسی میں بالا نیچے کے مقابل ہے۔ اور قد و قامت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بالا बाला اُس لڑکی کو کہتے ہیں۔ جو جوانی کی اُٹھان میں ہو ؀

نر۔ فارسی میں مقابل مادہ ہے۔ سنسکرت میں نر नर مرد۔ ناری नारी عورت

کہ اصل میں کف ہوتا ہے ؀

بستر - فارسی میں بچھونا ہے - سنسکرت میں بسترت विस्तृत بچھا ہوا ہے ؀

بندہ - فارسی میں غلام کو کہتے ہیں - کیونکہ بند بمعنی قید ہے - یہ بھی قید حکم - قید اطاعت یا قید وفا میں ہوتا ہے - اور سب سے بڑی قید اطاعت اور قید وفا خدا کی ماننی چاہیئے - اس لئے بندۂ خدا ہوا - اسی سے بندگی بمعنی اطاعت اور عبادت ہوئی - اور سنسکرت میں وِند विन्द بمعنی سلام اور عجز و نیاز ہے - چنانچہ شاگرد جب اُستاد کے سامنے جاتا ہے - وِند جگت گروُں विन्द जगत गुरू اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دونو کی ایک ہے ؀

آرام بَن - فارسی میں اُس باغ کو کہتے ہیں جو آبادی میں ہو - سنسکرت میں آرام عیش باغ کو کہتے ہیں - اور فارسی میں بن ایسے باغ کو کہتے ہیں - جو شہر کے باہر ہو - اور کھیتوں اور زراعت کو بھی کہتے ہیں ؀

(۱۰) احتیاط - ایک قسم کے اتّحاد کا پرکھنا بڑے غور کا کام ہے - اسکی مثالوں کو سُن کر اہل نظر ہشیار ہو جائینگے - اور سمجھینگے کہ جب تک دو زبانوں میں پوری مہارت نہ ہو - دو لفظوں میں اتحادِ اصلیت پر حکم لگانا خطرناک امر ہے - تم دیکھو گے کہ دو زبانوں کے بعض لفظوں میں حروف و حرکات کا اتفاقی اتفاق ہوتا ہے - اور حقیقت میں ایک دوسرے سے اصلا تعلق نہیں ہوتا - مثلاً :-

جاروب فارسی میں مشہور لفظ ہے - جا - روب - اہل فارس تخفیف دیکر جارو بھی کہتے ہیں - ہندی میں جھاڑو ایک مستقل لفظ ہے کہ اسم فاعل کا صیغہ ہے - اور جھاڑنا اس کا مصدر ہے - ناواقف سمجھتے ہیں کہ جھاڑو - جارو دونو ایک ہیں ؀

جناب - عربی کا ایک لفظ ہے جنب اس کا ماخذ ہے - شمٹک کے دائرہ میں سے ہے - ایرین سے کچھ تعلق نہیں - سنسکرت میں जनाब انہی معنوں میں مستعمل ہے اور تعظیمی موقع پر بولا جاتا ہے - لیکن وہ حقیقت میں مرکب ہے جن जन

آش - فارسی میں اُس کھانے کو کہتے ہیں جو پینے میں آئے۔ کتب لغت میں مطلق طعام کو بھی لکھا ہے مگر آشامیدن سے مشتق کہا ہے۔ سنسکرت میں آش आश کھانا ہے ؁

دام - فارسی میں جال کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دام दाम رسی کو کہتے ہیں ؁

(۶) فقط جو ہر لفظ میں گھٹاؤ بڑھاؤ ہوتا ہے۔ معنوں میں کچھ فرق نہیں آتا۔ مثلاً:-

یک - فارسی میں آ ہے۔ سنسکرت میں ایک एक ہے ؁

مہ - فارسی میں بڑے اور بزرگ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں مہا महा ہے ؁

پور - فارسی میں بیٹا ہے۔ سنسکرت میں - پُتّر पुत्र ہے ؁

انگارہ - فارسی میں آگ کا دھکتا ڈلا ہے۔ سنسکرت میں अंगार ہے ؁

(۷) کمی بیشی کچھ نہ ہو۔ فقط کیفیتِ حروف میں فرق ہوتا ہے۔ مثلاً:-

اُشتر - فارسی میں اونٹ ہے۔ سنسکرت میں اُشٹر उष्ट्र اونٹ کو کہتے ہیں ؁

مُشت - فارسی میں مُٹھّی ہے۔ سنسکرت میں مُشٹ मुष्ट وہی مٹھّی ہے ؁

(۸) کبھی مُبادلہ کے ساتھ حرفوں کا پس و پیش ہوتا ہے۔ مثلاً فارسی کا چرخ چخ ہو کر چکّر चक्र ہو گیا ؁

(۹) اختلافات مذکورہ میں سے کئی اختلاف ہوتے ہیں اور ساتھ ان کے معنوں میں بھی فرق آجاتا ہے :-

آستان - فارسی میں گھر کی دہلیز ہے۔ ستان کثرت ظرفی کے لئے آتا ہے۔ مثلاً:-

گلستاں - بوستاں - کوہستاں - سنسکرت میں ستھان स्थान عموماً جگہ کو کہتے ہیں ؁

شنا - فارسی میں تیرنے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سنان स्नान نہانا ہے اور ظاہر ہے کہ بے نہانے کے تیرنا کب ہو سکتا ہے ؁

کف - فارسی میں مشہور لفظ ہے۔ سنسکرت میں کپھ कफ ایک خلط بدن ہے

دلنے دے کر خریدتے ہیں۔ ایک ترک بچہ طالب علم میرے بستر کے پاس آ بیٹھا۔ دو تنگے[۵۱] میرے ہاتھ میں تھے۔ اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے کرتے اُس نے پوچھا۔ در ملک شما ہمیں تنگہ رواج دارد۔ ایک افغان کا بستر برابر تھا۔ وہ بولا کہ۔ در ہند روپیہ کلدار است فرنگی براں تصویر خود را نقش میکند۔ طالب علم نے میری طرف دیکھکر کہا۔ چہ طور؟ میں نے کہا۔ راست[۵۲] میگوید۔ روپیۂ ہند سہ برابر تنگہ شما است۔ اُس نے پوچھا۔ تصویر چرا نقش میکند؟ میں نے کہا۔ سکّۂ سلطنت است۔ در دور دائرہ نام و میانہ اش تصویر شاہ است۔ آں ہم تمام نیست۔ کلّہ اش را نقش میکنند۔ ترک بچہ بولا۔ آرے ہمیں سبب روپیہ را کلہ دار نام کردہ باشند۔ کلدار کو کلّہ دار کا مخفف سمجھا۔ خوب سمجھا۔ مگر غلط سمجھا ؛

ایک دن میں کوکان میں چند اشخاص کے ساتھ بیٹھا تھا۔ چاے کا دَور چل رہا تھا۔ ایک بُڈھے فرتوت نے پوچھا۔ کہ در ملکِ شما فرنگی سلطنت مے کند؟ میں نے کہا۔ بلے۔ اُس نے کہا۔ او چہ نام دارد؟ میں نے کہا۔ بادشاہ در ملک فرنگ بپایہ تخت خود است۔ براے ما نائبے فرستادہ است۔ او حکم میراند۔ بادشاہ ما ہمانست۔ پوچھا۔ آخر او چہ نام دارد۔ میں نے کہا۔ بعد ہر چند سالے عوض میشود۔ البتہ باعتبار عہدہ و منصب آنرا لاٹ میگویند۔ ایک بولا گوبرناس[۵۳] باشد (یعنی گورنر) میں نے کہا۔ بلے۔ ہمچنیں۔ ایک اور ترک نے کہا۔ لاٹ چہ معنی دارد؟ میں نے تامّل کیا کہ کیا کہوں۔ دوسرا بولا۔ ہماں لات و منات است۔ دوسرا بولا۔ نے! فرنگ بت پرست نیست۔ بُڈھے اذبک نے کہا۔ آخر کافر است کفر ہر جا یکیست۔ لات شاں ہماں لات و منات باشد ؛

۵۱ تنگہ۔ ترکستان بخارا میں چاندی کا سکّہ ہوتا ہے ۵ ر سے کچھ زیادہ ؛
۵۲ افغان کا مطلب یہ تھا کہ تصویر کے ذکر سے ہماری بُت پرستی ثابت کرے اور ترک بچہ کے خیالات اسلامی کو چمکا دے ؛
۵۳ روس کی بدولت یہ لفظ وہ بھی جان گئے تھے۔ گورنر کو برناس کہتے تھے ؛

آدمی اور اَو अव رکھیا کرنے والا۔ اور۔ آپت आपत سچّا۔معتبر۔پرورندہ اور لائق بھی ہے۔ اسی واسطے۔ جناب۔ جن۔ آپت۔ ناواقف آدمی دونو کو ایک سمجھیگا اور جو دونو زبانوں کی اصلوں سے واقف ہوگا۔ وہ اس پر ہنسیگا ۞

انتقال۔ عربی لفظ ہے۔ اس کا ماخذ نقل ہے۔ معنی ہیں۔ نقل مکان۔ مجازاً مرنے کو بھی کہتے ہیں۔ بعض ناواقفوں سے میں نے خود سُنا۔ کہتے ہیں **انت** अन्त انتہا۔ یا موت۔ **کال** काल وقت۔ یعنی وقت اخیر۔ یا وقت موت۔ اور اس لئے کہتے ہیں کہ **انت کال** اور **انتقال** ایک ہی ہیں ۞

اختیار۔ عربی لفظ ہے۔ خیر۔ خیار۔ اس کا ماخذ ہے۔ فارسی میں آکر اس نے اور معنی پیدا کر لئے۔ اتفاق ہے کہ ان معنوں میں زبان سنسکرت میں ادھی کار۔ अधिकार اَور ہی لفظ ہے۔ ناواقف کہتے ہیں کہ دونو ایک ہیں ۞

انتہا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں۔ انتہا کا شوق پیدا ہوا اور انتہا کی خوشی ہوئی۔ یہ اصل میں سنسکرت سے نکلا ہے۔ انت अन्त تھاہ थाह یا اِن۔ تھاہ۔ وہ گھر اور یا جس کی تہ نہ ملے۔ اُسے کیا معلوم کہ یہ عربی لفظ ہے۔ اس کا ماخذ نہایت ہے اور اس میں نفی کا کچھ تعلق نہیں ۞

اپنا تجربہ۔ ایک دفعہ جوانی کی ہمّت اور شوق سیاحت مل کر مجھے ترکستان کے ملک میں لے گئی۔ بلخ سے چند منزل آگے بڑھکر ہمارا قافلہ اُترا۔ اُن ملکوں کے لوگ کم علم۔ کم معلومات ہوتے ہیں۔ اپنی آرام طلبی اور رستوں کی دشواری انہیں ادھر کے سفر میں سدراہ ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارے ملک کے آدمیوں کے ساتھ شوق سے ملتے ہیں اور ذرا ذرا سی بات معلوم کرکے خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ گاؤں کے لوگ آکر قافلہ میں پھرنے لگے۔ دستور ہے کہ اہل آبادی۔ روٹیاں۔ گھی۔ دودھ۔ دہی۔ انڈے۔ گوشت۔ مُرغیاں۔ قالین (اپنے ہاتھ کے بنے ہوئے) لاتے ہیں۔ قافلہ والے قیمت میں کپڑا۔ سوئیاں۔ رانگ۔ پیتل کی انگوٹھیاں۔ جُگنیاں۔ کانچ اور شیشہ کے

حروف مذکورہ شمار میں حروف حال سے بہت زیادہ تھے۔ وہ اشخاص۔ عہدہ داروں
حیوانوں اور درختوں وغیرہ کی تصویریں ہوتی تھیں۔ چین میں عہد بہ عہد کی اصلاح
کے بعد اب تک ایسی تحریر جاری ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اُنکی اَلف بے تے
میں سینکڑوں حروف ہیں ÷

یورپ کے اہل تحقیق یہ بھی کہتے ہیں کہ عرب نے حروف تہجی عبرانی سے لئے
ہیں۔ یہ بھی حقیقت میں مختلف تحریروں کے اختصار ہیں۔ مثلاً الف کے معنی تھے
سرکنڈا یا نرسل۔ دیکھ لو۔ حرف مذکور سرکنڈا ہے۔ کہ ریگستان میں کھڑا ہے ÷

ب بیت کا مخفّف ہے۔ ابتدائے آبادانی میں گھر بھی سیدھے سادے مختصر
ہوتے تھے۔ ب کو غور کرکے دیکھو۔ عرب کے ریگستان یا جنگل میں ایک دیوار کے
دو کنارے مُڑے ہوئے ہیں وہ گھر ہے۔ گھر والا دیوار کے آگے بیٹھا ہے وہ نقطہ ہے ÷

ج۔ جمل کا مخفف ہے۔ یعنی اونٹ۔ یہ پہلے اونٹ کی تصویر تھی۔ اصلاحیں
ہوتے ہوتے یہ صورت بن گئی ÷

ش۔ شجر کا مخفّف ہے۔ پہلے ـٰـلا کی شکل کھینچتے تھے۔ کہ ایک درخت ہے
۳ نقطے اُس پر ۳ پرندے ہیں۔ کوئی بیٹھا ہے۔ کوئی بیٹھنے کو ہے۔ ہوا میں
تھرّا رہا ہے وغیرہ وغیرہ ÷

رفتہ رفتہ تصاویر مذکورہ یہ رہ گئیں جو دیکھتے ہو۔ اور تلفظ میں آواز کا پہلا حصہ
رہ گیا۔ جو سُنتے ہو! اصل اشیا کا جس طرح نام اُڑ گیا۔ اُسی طرح اصل نشان مٹ گیا ÷

کیا سبب ہے کہ جس زبان کو دیکھو۔ دوسری زبان کے بعض حرف تہجی تو اس میں نظر
آتے ہیں۔ بعض نہیں۔ پھر یہ کہ جو حرف ایک زبان کے لئے خاص ہیں۔ اُس حرف والا
لفظ جب دوسری زبان میں جاتا ہے تو حرف مذکور کسی اور حرف سے بدل جاتا ہے ÷

اوّل یہ سمجھو کہ حروف تہجّی کیا ہیں؟ زبان و دہان کے اختلافِ جُنبش سے جو
آوازوں میں فرق پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کا نام حرف ہے۔ مُنہ۔ زبان اور گلے میں

اب تم غور سے خیال کرو۔ ہندوستان میں جو انگریزی روپیہ کے لئے کلدار کا لفظ پیدا ہوا۔ یہ بھی ایک عجیب اور اتفاقی ولادت تھی۔ پھر بھولے بھالے ترک نے جو اس کے لئے وجہ نکالی یہ عجیب و عجیب اتفاق ہے*

لاٹھ کو اور لارڈ کے معنوں کو دیکھو کہ ہندوستان میں آکر لفظ میں کیا تغیر پیدا ہوا؟ اور معنی اس کے یہاں کیا خیال پیدا کرتے ہیں؟ پھر اس اُزبک کو دیکھو کہ کیا سمجھا۔ اور دلیل کیا خوب پیدا کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصلیت الفاظ کی تحقیق بہت نازک کام ہے۔ قیاس و انداز ہمارا ہرگز قابل اطمینان نہیں۔ اندھیرے میں تیر پھینکتے ہیں۔ لگا تو لگا ورنہ یا قسمت*

دیکھو! پہلا قدم اس تحقیق کا یہ ہے کہ۔ جب دو لفظ دریافت طلب تمہارے سامنے آئیں۔ تو اُن کی ملتی ہوئی آواز۔ اور یکساں شکل و شباہت پر نہ بھولو۔ ہر ایک کے جوڑ بند کو کھولو۔ اور اُن کی اصل کی طرف پیچھے ہٹو۔ اگر دونوں بیٹھتے بیٹھتے ایک اصل میں جا پہنچیں تو جانو ایک نسل ہے۔ اور ایک گھر کے لفظ ہیں۔ اور اگر اصلیں جُدا جُدا ہوں تو جانو کہ رشتہ کچھ نہیں فقط شباہت نے شبہ ڈالا تھا*

اشکال حروف

(تحریر بہ تصویر)

یورپ کے محقق کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں دل کے مطالب تصویروں سے جتایا کرتے تھے اور جہاں اشارہ یا آواز نہ پہنچ سکے وہاں شبیہ سے کام نکالتے تھے چنانچہ جب کسی سے کوئی چیز منگانی ہوتی تو اس کی تصویر کھینچ کر بھیج دیتے تھے۔ اس ترکیب نے ترقی کی کہ تصویروں کو ترکیب دیکر مطالب کی زیادہ توضیح کرنے لگے۔ مصر کی پُرانی تحریریں اس بات کی گواہی دیتی ہیں اور وہی تصویریں یہ بھی کہتی ہیں کہ

اس تحریر میں فاضل عرب کو ایک آواز آئی کہ ب نہ تھی - مگر اُس کے قریب قریب ایک آواز تھی - اور اسی واسطے اُس کے پاس آواز مذکور کے لکھنے کے لئے کوئی حرف بھی نہ تھا - اصل فارسی میں اس کے لکھنے کے لئے الگ صورت موجود تھی - فاضل مذکور نے اپنی تحریر میں اس کے لئے اپنا حرف ب لکھا اور امتیاز کے لئے ۳ نقطے کر کے پ نیا حرف پیدا کیا ۔

پھر ایک نئی آواز آئی کہ ج کی آواز نہ تھی - اس کے قریب قریب ایک آواز تھی اس کے لئے ج کے نیچے ۳ نقطے کر کے چ پیدا کر لیا - اسی طرح ژ، گ - لسے لوگ کہتے ہیں کہ فارسی کے ۴ حرف عربی میں نہیں آتے - اور بات وہی ہے کہ خاک عرب نے جو گلے اور لب و دہان پیدا کئے - ان کی ساخت ایسی ہی تھی - کہ اُن کی زبان و دہان - اور کلہ اور گلے کی حرکت میں جو آوازیں نکلتی تھیں - ان میں پ - چ - ژ - گ کی آوازیں نہ تھیں - اور اسی واسطے عرب کے لکھنے والوں نے اُن کے لئے صورتیں بھی نہیں مقرر کیں - جنہیں ہم حرف کہتے ہیں ۔

اسی طرح عرب اور فارس کے منہ اور گلوں میں تھ - ٹ - ٹھ - دھ - ڈ - ڈھ - ڑ - ڑاں - کھ - گھ وغیرہ کی آوازیں نہیں - فارسی مروجہ کی کارگزاری اب عربی کے حروف کر رہے ہیں - اس لئے ان کی صورت بندی کے لئے حرف بھی نہیں - اب تک کسی عرب یا ایرانی سے باتیں کر کے دیکھ لو - حروف مذکورہ اُن کی زبان سے نہیں نکلتے - اور خاص خاص حرفوں کے ساتھ خاص خاص ملک کے لوگوں کا یہی حال ہے - تم سمجھتے ہو ؟ جس طرح ہر ملک کے آدمی کی طبیعت جُدا ہے - اسی طرح دہان و زبان کی طبیعت بھی جُدا ہے - بعض آوازیں بعض دہانوں سے موافق ہیں - بعض منافر ۔

خاک ہندوستان کی زبانوں میں خ - ذ - ز - ص - ض - ط - ظ - ع - غ - ف - ق کی آواز نہیں ہے - جب کوئی ایسے حروف والا لفظ سنسکرت یا کسی ہندی

بال بال بھر فرق سے نیا حرف پیدا ہوجاتا
آوازوں کی تصویریں ہیں۔ تم نے قواعد فارسی
میں نہیں آتے ث ۔ ح ۔ ص ۔ ض ۔ ط
سے سنو۔ کہتا ہے۔ کہ ملک کی آب وہوا ۔ اور
طرح اہل فارس کے قد و قامت اور شکل وشبا
لب و دہان اور گلا و زبان کی ساخت میں فرق ۔
بھی فرق ہے ؂

جب اہل عرب ایران میں آئے۔ تو اہل ملک
خاک عرب کی زبان میں نہ تھیں ۔ یہاں ایرانی ا
اور اعراب کے لئے ایسی عمدہ علامتیں لگاتے ۔
جب اُن کی زبانوں کو لیا۔ تو حروف اُن کے چھ
(جس طرح تم اب ہندی کو فارسی حرفوں میں لکھتے
ایرانی کی تقریر کو تحریر کرنے لگا ہوگا۔ تو دیکھا ہوگا
آتی ۔ پھر خیال کیا ہوگا۔ تو معلوم کیا ہوگا کہ ع ۔
جب صفحے کے صفحے لکھ گیا ۔ اور ان میں حرف مذکو
حرف فارسی میں نہیں ہیں ۔ اسی کو کتب نحو میں
عربی میں ہیں ۔ جو فارسی میں نہیں آتے ۔ ورنہ ا
میں نہ کسی شریعت نے ممانعت کی نہ کسی قانون ...
فارس سے جو لب و دہان پیدا ہوئے ۔ اُن کی
بولنے میں یہ آوازیں نہ تھیں ۔ ورنہ انسان ہر قسم کی

؎ ٹ ۔ ڈ ۔ ڑ وغیرہ فارسی میں ۔ ت ۔ د ۔
میں ص ۔ ج ہوجاتے ہیں ؂

نہ لگی۔ تو اُس کے پاس کا حرف پیدا ہوگیا۔ یعنی سوفار کا سوفال بن گیا ٭

تبریز وغیرہ قطعات ایران کے لوگوں کی زبان سے گ نہیں نکلتا۔ اُس ملک کے لوگ سگ کو سے اور انگور کو اینور کہتے ہیں اور اسی طرح اور صدہا الفاظ اکثر صحرانشین فرمود کو پرمود کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ انہی حرفوں کے مبادلے جائز سمجھو ٭

کشمیری تازہ وارد سے باتیں کرو۔ جن لفظوں کے اوّل میں آ ہے۔ ہی بولیگا۔ مصرع یلہی غنچۂ اُمّید بکشا۔ اور ایران کو یران کہیگا۔ ل کو تالو کے اندر سے اُس طرح نکالتا ہے کہ ساری آواز گلے میں گھُل ہو جاتی ہے۔ کیفیت اسکی سننے پر منحصر ہے تحریر میں نہیں آسکتی۔ آصف الدّولہ مرحوم کے عہد میں بندہ لوگوں کے درمیان موجود تھی وغیرہ

اہل پنجاب سے باتیں کرو تو ذرا خیال رکھنا۔ گیارہ کو ہمیشہ یارہ کہتے ہیں ٭

اپنے ملک میں سُن لو۔ اہل شہر کے مُنہ سے سارے حرف کیسی صفائی سے نکلتے ہیں۔ ان کی زبان کیسی نرم اور شیریں معلوم ہوتی ہے اور گلا گداز۔ باہر والے خصوصاً ناخواندوں کی زبان سخت اور موٹی معلوم ہوتی ہے۔ اُس سے ہر حرف آسانی سے نہیں نکل سکتا۔ بعض حرفوں میں زبان ٹھیک جگہ پر نہیں لگتی۔ ذرا ورے پرے لگ جاتی ہے۔ کوئی اور حرف پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے سکڑ۔ سَردا۔ ہزاروں لفظ بولتے ہیں۔

زبان	کو	جبان
حضور	کو	ججور
خالی	کو	کھالی
فرمانا	کو	پھرمانا
آٹا	کو	اٹّا اور آنٹا
روٹی	کو	روٹّی
پانی	کو	پانڑیں

کہیں تشدید۔ کہیں کوئی حرف ہی بڑھا دیتے ہیں۔ کہیں گھٹا دیتے ہیں ٭

اکثر لفظوں میں حرفوں کو آگے پیچھے کر دیتے ہیں۔ کہیں کہیں شہر کے عوام بھی ان میں مل جاتے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ ایسی تبدیلیاں زبان انسانی کا خاصہ ہے ٭

مطلب	کو	مطبل
فصیل	کو	صفیل
قفل	کو	قلف
لعنت	کو	نالت

زبان میں جاتا ہے۔ تو حرف مذکور دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے۔ جب سلسلۂ کلام یہاں تک پہنچا تو ایک سوال پیدا ہوا۔ جس کا جواب فلسفی زبان آسان طور پر سمجھاتا ہے:-

س۔ کیا سبب ہے کہ جہاں ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں گیا ہے۔ تو بعض حروف وحرکات اَدَل بَدَل اور اُلٹ پلٹ ہوگئے ہیں؟

ج۔ عزیزانِ وطن! دُور کیوں جاتے ہو۔ تم ایک ہی زبان میں پاؤ گے کہ

سوفار	سوفال		چُست	چُفت
چنار	چنال		باغچہ	باغسہ
لبالب	لمالم		پاس	پاد۔ اسی سے ہے پادشاہ
بُت	بُد		خروس	خروج۔ خروہ
توت	تود		رخش	رخت
دُرّاج	تُرّاج		خوک	خوگ

ایسے ایسے ہزاروں لفظ ہیں کہ فارسی ہیں اور فارسی ہی میں دونو طرح مستعمل ہیں۔ یہ نہ سمجھنا کہ جن حرفوں کا مبادلہ کتب قواعد میں لکھا ہے کسی شریعت کی کتاب یا ملک کے بادشاہ نے جائز کیا ہے اور باقی ممنوع۔ بات فقط یہ ہے کہ جو حرف قریب المخرج ہیں وہ باہم بدل جاتے ہیں۔ جن حرفوں کے مخرج دُور ہیں۔ اور جن کے مقام بہت پاس پاس ہیں۔ وہ نہیں بدلتے۔ اس مقام پر ممکن ہے کہ ہر حرف کا مخرج لکھ کر پاس اور دُور کا فرق دکھاؤں۔ مگر نہیں چاہتا کہ کتاب کو مشکلات کی پُڑیا بنا کر طبیعتوں کو بدمزہ کروں اس لئے مطلب کی تصویر نئے رنگ سے کھینچتا ہوں +

مثلاً ملک ایران میں قطعہ قطعہ کی آب و ہوا اور مخلوقات کے اعضا کی ساخت میں کہیں بہت کہیں تھوڑا فرق ہے۔ اسی نسبت سے اُن کی جنبشوں میں فرق ہے۔ اسی کے بموجب آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایک ملک کے لوگ بعض حرف صفائی اور آسانی سے بعض حرف مشکل سے نکالتے ہیں۔ جو حرف مشکل سے نکلتے ہیں۔ جب وہاں ٹھیک زبان

صاحب تصنیف ہوتے ہیں۔ اِن کے تلفّظ اور لہجے جُدا جُدا ہیں۔ جو الفاظ شعرا کے کلام۔ علما کی تصنیفات میں آ گئے۔ اہل لغت کو اُن کا لکھنا۔ اور اہل قواعد کو اپنے سلسلہ میں کھینچنا واجب ہوا۔ وہ مستقل الفاظ بن گئے۔ اور تحریروں اور تقریروں میں دو نو طرح مستعمل ہو گئے۔ ملک اور غیر ملک کے لوگ انہیں بھی لغت جانتے اور مانتے ہیں اور ایسا ہونا چاہیے۔ کیونکہ جو الفاظ خاص و عام کے استعمال میں اور تحریر و تقریر میں عام و تام ہوں۔ اور اقسام اغراض کے پورا کرتے ہیں کام دیں وہی اُس کے الفاظ و لغات ہیں ۞

نکتہ۔ تجربہ اور مشاہدہ نے قانون بتایا۔ کہ اکثر الفاظ ابتدا میں لچر اور غلط شمار ہوتے ہیں۔ پھر اگر محاورہ نے انہیں منظور کر لیا۔ اور خواص نے زبان میں جگہ دی۔ اور نظم و نثر نے تحریری سند دیدی۔ تو وہی غلط سلط لفظ مستقل لغت ہو کر اجزاے زبان ہو جاتے ہیں۔ اور جو تبدیلی کہ کوتاہی تکلم یا غلطی مخرج سمجھی جاتی تھی وہی ایک عرصہ کے بعد تعلیل و تبدیل کا قاعدہ ہو جاتی ہے۔ اور اس سے یہ قاعدہ نکلا۔ کہ ملک سخن میں کوئی لفظ صحیح نہیں۔ کوئی لفظ غلط نہیں جس پر قبول عام۔ اور رواج تام مہر کر دے۔ وہ ایک لفظ صحیح ہے۔ یہ نہ ہو تو صحیح بھی مردود ۞

اصفہان۔ شیراز وغیرہ اکثر مشہور شہر ایران کے ہیں۔ وہاں کے خاص عام ایران کو ایرون۔ زبان کو زبون کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر قافیہ میں نہیں باندھتے۔ نہ کتاب میں لکھتے ہیں۔ اسی واسطے یہ تبدل اور اس کا تلفظ غلط ہو کر لغت سے خارج ہوا ۞

نقل۔ کسی بے استعداد شاعر ایرانی کے شعر کا ایک مصرع مجھے یاد ہے ع

کار مجنون کمونی[۱] مے کند پیکان او

کمان کو تمام ملک ایران کمون کہتا ہے۔ یہ بیچارہ بے علمی کے سبب سے غلط کو اصلیت

۱؎ جوارش کمونی۔ اور مجنون کمونی ایک دوا کا اسم ہے۔ کمون زیرہ خراسانی کو کہتے ہیں ۞

اسی خیال کی تصویر ایک اور رنگ سے کھینچتا ہوں - ذرا ننھے ننھے بچوں کو دیکھو - کیا مزے سے تتلا تتلا کر باتیں کرتے ہیں - ایک تکیہ پر چڑھ بیٹھا ہے اور کہتا ہے - آہا ہم دولے پل چلے (ہم گھوڑے پر چڑھے) دوسرا کہتا ہے - ہمالی لال دیند - تمالی چھیچ دیند (ہماری لال گیند - تمہاری سبز گیند) - بگڑتے ہیں تو کہتے ہیں - ماونگا - مالونہ (مارونگا) - بھوک لگتی ہے - تو کہتا ہے - لوٹی تاؤنگا - کوئی کہتا ہے - اوٹی کھاؤنگا - بوٹ لدی ہے (روٹی کھاؤنگا بھوک لگی ہے)۔

فلسفی زبان انھی میں سے - بادلۂ حروف کے اصول نکالتا ہے - بچوں کے مزاج اور اعضا میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے - غدود اور پٹھے پھولے ہوئے ہوتے ہیں - اس لئے اُن کے لب و دہن میں تیزی و سُبکی نہیں ہوتی کہ جب کوئی لفظ بولیں - ہر حرف کے لئے نقطہ نقطہ زبان کا ٹھیک اسی نقطہ پر لگے - جو اس کا اصلی مخرج ہے کبھی ذرا آگے کبھی ذرا پیچھے لگ جاتی ہے - نتیجہ اس کا وہی - کہ اصل حرف کی جگہ اسکا قریب المخرج کوئی اور حرف نکل جاتا ہے - تم خود ذرا ذرا - ورے پرے زبان لگا کر د اور ت کا تجربہ کرلو - دو چار دفعہ متواتر - دِل - دِل - تِل - پھر دِل تِل - برابر - دل تل کہکر دیکھو - خیال کرنے سے کچھ ان کے قریب مخرج کا اثر معلوم ہوگا ؎

اسی طرح دو چار دفعہ کہو - بار - بال - اور تار - تال - تمہیں معلوم ہوگا کہ ر اور ل قریب المخرج ہیں - اور ایسے ایسے چند حرف اور ہیں کہ قرب مذکور کے سبب سے بچوں اور بڑوں کی زبانوں پر اَدَل بَدَل ہوجاتے ہیں - اور جو حرف ایسے نہیں یعنی بعید المخرج ہیں ان میں اَدَل بَدَل بھی نہیں ہوتی - انہی سے فلسفی زبان نے مبادلات حروف کے قواعد باندھے ہیں - مختلف زبانوں میں غور کرکے دیکھو - وہاں بھی اکثر انہیں حرفوں میں تبدیلی ہوتی ہوگی - جو قریب المخرج ہیں ؎

س - قواعد فارسی میں ایک فصل مفصّل مبادلہ حروف کی کیونکر بن گئی ؟

ج - عہد قدیم سے ایران کے ہر قطعہ زمین میں علم کا چرچا ہے - علما - خصوصاً شعرا

ربان کے لہجے بدل دئے۔ زمانہ کی گردشوں نے اُن کے لفظوں کو
ہ کر دیا۔ پس جو تغیّر ان کے حرفوں میں نظر آئے تھوڑا ہے اور جتنی
ں رہیں غنیمت ہے۔ بہر حال اب میں ایک ایک حرف اور اسکے ساتھ
وں۔ اس سے معلوم ہوگا۔ کہ کس کس طرح تبدیلی نے اُن پر اثر کیا ہے
ب حرفوں کے مخرج ایک فہرست کی صورت میں لکھتا ہوں کہ ہر ایک
سے آواز دیتا ہے۔ تم دیکھو گے کہ جو حرف قریب المخرج ہیں وہی آپس
تے ہیں ؛

۔ ہ۔ گلے کے نیچے سے نکلتے ہیں ؛

اُن سے ذرا اوپر سے نکلتے ہیں یعنی کوّے کے پاس سے ؛

گ۔ کوّے کے اوپر سے ؛

چ۔ ژ۔ ے۔ اُن سے بھی اوپر سے یعنی وسط زبان اور تالو سے ؛

۔ ڑ۔ نوک زبان اور اوپر والے سامنے کے دانتوں سے مل کر نکلتے ہیں ؛

۔ د۔ ڈ۔ نوک زبان اور اوپر والے دانتوں کی جڑ سے مل کر ؛

نوک زبان اور نیچے والے دانتوں سے مل کر ؛

۔ ف۔ م۔ و۔ دونوں ہونٹوں سے مل کر نکلتے ہیں ؛

حرکات

ں مقصورہ حرکتیں اَ۔ اِ۔ اُ۔ اور تینوں ممدودہ حرکتیں آ۔ اِی۔ اُو
ں اجزائے حرفی کے ساتھ لکھی جاتی ہیں۔ اسی طرح ژ ندا ور پہلوی
ں۔ جس طرح سنسکرت میں خاص خاص صورتوں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں
جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ جب کتابت میں زبان مذکور نے حروف
تو پہلی صورتیں بدل گئیں ؛

سمجھا۔ اور اس سے ایک مضمون شاعرانہ پیدا کر لیا۔ کمون غلط ہے مگر لطف شعر کی بُنیاد اسی پر ہے۔

لطیفہ۔ ایک ایرانی صاحب زبان سے کسی ہندی نے کہا۔ آغا! اکثر اہلِ ایران را دیدم بجائے غ۔ ق میگویند۔ ایرانی چمک کر بولا کسے قلط گفتہ باشد۔

فارسی اور سنسکرت کے متحدالاصل لفظوں میں کن اُصول کے بموجب تبدیلیاں ہوئی ہیں

عزیزانِ وطن! اب مطلب کا میدان آیا۔ فلسفۂ زبان کے تمام خیالات ایک نقشہ کی طرح سامنے کھنچے ہیں۔ ان سے تم خوب سمجھ سکتے ہو کہ دونو زبانوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں وہ خود بخود طبیعت ملک اور طبیعت زبان کے زور سے ہوئی ہیں۔ میں ایک ایک حرف کا حال مثالیں دے کر تمہیں دکھاتا ہوں۔ دیکھو زبان کی طبیعت نے کن قواعد کے سلسلہ میں جنبش کی ہے۔ اس کی بعض تبدیلیوں پر تمہیں ضرور تامّل ہوگا۔ اور بے شک نقطہ نقطہ پر اٹکنا چاہیے کہ تحقیق میں کسر نہ رہ جائے۔ اور شائد اسی میں کوئی اور نقطہ نکل آئے۔ مذکورۂ بالا بیانوں میں تم نے دیکھا۔ کہ اکثر لفظ اور معنوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں کتابوں میں لکھی ہیں۔ بلکہ اکثر تغیّر ہماری آنکھوں کے سامنے ہوئے ہیں۔ جبکہ وہ تغیر ان تغیروں سے کم نہیں۔ تو ان لفظوں کی ہڈیوں کو قرابت کے گوشت سے کیوں الگ کرتے ہو۔ ہزاروں برس گزر گئے۔ یہ بہنیں جُدا ہوئیں۔ ہزاروں کوس کے پردیس میں جا پڑیں۔ دونو پر اپنی اپنی جگہ مذہبوں اور سلطنتوں کے انقلاب سے طوفان نوح گزر گئے۔ ملکوں کی آب و ہوا نے آدمیوں کے کلّوں اور جبڑوں کی ساخت۔ لب و دہان کی حرکتیں۔

دو - فارسی میں ۲ کو کہتے ہیں سنسکرت میں دُوا द्वय या द्वितिया یا دوتیا ہے ؂

زلو اور زلوک فارسی میں جونک کو کہتے ہیں - سنسکرت میں جلوکا जलौका ہے ؂

شاخ - فارسی ہے - سنسکرت شاکھا शाखा ہے ؂

(۲) گاؤ - فارسی - سنسکرت میں گوؔ गौ کہتے ہیں ؂

پار - فارسی میں سال گزشتہ - اور اس سے پہلے برس کو کہتے ہیں - سنسکرت میں پر पर ہے - اور اس میں اس سے زیادہ وسعت ہے - چنانچہ پُوتر पुत्र بیٹا - پَوتر पौत्र پوتا ہے - پِتامہ - دادا - پر پِتامہ पर पितामह پردادا ہے ؂

پارینہ - کتب فارسی میں لکھا ہے کہ منسوب بہ پار ہے - اسی واسطے پُرانے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں پران पुरान پُرانا - اور پراتن पुरातन اور پراچین पराचीन پُرانے کو کہتے ہیں - کیا عجب ہے کہ پراچین - پرائین سے پارینہ ہو گیا ہو - دیکھو پارینہ کا پُرانا پن ایک برس کا نہیں معلوم ہوتا ؂

ناؤ - فارسی میں چھوٹی کشتی کو کہتے ہیں - سنسکرت میں نَو नाव کہتے ہیں ؂

مندک - فارسی میں اُس چیز کو کہتے ہیں جس کی فروخت کا بازار میں کم رواج ہو جائے سنسکرت میں منڈ - ٹھوڑا - بےنصیب - بُرا بُست - بیکار - کمینہ - بےعقل ہے ؂

کافور - فارسی ہے - سنسکرت میں کرپور ہے - (دیکھو فصل ہ صفحہ ۶۴)

الف متحرک

فارسی میں اکثر اصلی ہوتا ہے - اس طرح کہ حذف نہیں ہو سکتا - جیسے آخر - ارمغان وغیرہ صد ہا لفظ ہیں - کہیں حذف بھی ہو جاتا ہے - چنانچہ اشتر - شتر - اسمندر - سمندر وغیرہ ابھی بیان ہوا ہے کہ دو طرح آتے ہیں - کہیں اہل زبان خود زیادہ کر دیتے ہیں - یا یہ کہو کہ اصلی کو گرا دیتے ہیں - جیسے بر - ابر - بے - ابے - با - ابا - یہ زیادتی نظم میں ہوتی ہے - نثر میں نہیں - وہ بھی چھ سات سو برس پہلے ہوتی تھی - کئی سو برس

ابتدا بہ سکون سنسکرت میں عام ہے۔ عجب نہیں کہ فارس کی قدیم زبانوں میں بھی پہلا حرف ساکن ہوتا ہو۔ خاکِ عرب کی طبیعت میں ابتدا بہ سکون نہ تھا۔ عرب اُسی کے عادی تھے۔ اور اسلام کے بعد فارس میں ابتدائی مصنف عرب ہی تھے۔ یا اُن کے شاگرد۔ تم یہ بھی سُنتے ہو کہ بعض الفاظ فارسی کے اوّل میں الف اصلی ہے۔ بعض میں زائد ہے۔ کیا عجب ہے کہ اُنہوں نے جس لفظ کا پہلا حرف ساکن سُنا ہو۔ اپنے تلفظ کی آسانی کے لئے اوّل ایک الف متحرّک لگا دیا ہو۔ وہ زائد مشہور ہو گیا۔ جیسے اشگرف۔ شگرف۔ اسمندر۔ سمندر۔ اشکم۔ شکم۔ اشتر۔ شتر۔ دونو طرح بولتے ہیں۔ آج کون کہہ سکتا ہے کہ ان میں کہاں الف اصلی ہے اور کہاں عرب کا عطیہ ہے۔ ذرا غور کر کے دیکھو! جب لفظ کے اوّل سے الف گراتے ہو۔ تو زبان کی طبیعت چاہتی ہے کہ بعد کا حرف ساکن ہو ہماری زبان کو اس کی عادت نہیں۔ اس لئے کچھ حرکت دیدیتے ہیں۔ غرض جب ہم دیکھتے ہیں کہ طرزِ تحریر۔ اقسام حرکات وغیرہ وغیرہ بہت سی باتیں سنسکرت کے مطابق ہیں تو ابتدا بہ سکون پر تعجب کیوں کریں!

تعجب ہے تو یہ ہے کہ سنسکرت کا قلم بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کو چلتا ہے۔ اور ژند کا دہنے سے بائیں کو۔ اور اس کا سبب اکثر پارسیوں اور جرمن کے عالموں سے بھی پوچھا۔ کچھ معلوم نہ ہوا ۞

الف مدّہ

کہیں فارسی میں ہے سنسکرت میں نہیں۔ کہیں سنسکرت میں ہے فارسی میں نہیں

(۱) بستر۔ فارسی میں بچھونے سے بچھونے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بستار बिस्तार بچھانے کو کہتے ہیں ۞

ترس۔ فارسی میں ڈر ہے۔ سنسکرت میں۔ تراس त्रास کے یہی معنی ہیں ۞

مہ۔ فارسی میں بزرگ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں مہا महा ہے ۞

ایے अघे ❊

استھ اور ہستہ فارسی میں عموماً ہڈی کو کہتے ہیں۔ اور گٹھلی کو بھی کہتے ہیں۔ مثلاً ہستۂ خرما (کھجور کی گٹھلی)، ہستۂ شفتالو (آڑو کی گٹھلی)۔ سنسکرت میں استھی अस्थि عام ہڈی کو کہتے ہیں۔ تھ مخلوط الہا تھی۔ وہ خالص ت ہوگئی۔ اس کی ہ اخیر میں ہائے مختفی ہوگئی۔ ی حذف ہوگئی۔ تغیر زبان اور تغیر لہجہ سے ایسا اور اس سے بہت زیادہ ہوتا ہے ❊

انگوزہ فارسی میں ہینگ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ہنگو हिङ्गु ہے۔ زہ فارس میں زیادہ ہوا یا ہند میں اُڑ گیا ❊

فارسی کا الف ابتدائی کبھی بے ہو جاتا ہے۔ جیسے آمد۔ بیامد۔ افتاد بیفتاد وغیرہ۔ سنسکرت میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے ❊

ایدر۔ فارسی میں ادھر اور یہاں کے معنی دیتا ہے۔ سنسکرت میں اتر इतर یہاں اور ان یتر अन्यत्र غیر اینجا۔ اور تتر तत्र وہاں کو کہتے ہیں۔ وہی اتر برج میں بگڑ کر ایدھر ہوا اور اب بگڑ کر اِدھر ہوگیا۔ جب ہندوستان میں رہ کر یہ تبدیلی ہوئی۔ اور اس پر تمہیں تعجب نہیں آتا۔ تو فارس میں جا کر جو تبدیلی ہوئی اس پر کیوں تعجب کرو ❊

الف ممدودہ

فارسی میں جن لفظوں کے اوّل میں الف ممدودہ ہوتا ہے۔ کبھی گر پڑتا ہے کبھی الف مفتوحہ رہ جاتا ہے اور لفظ کی صحت میں فرق نہیں آتا۔ اگر ایسی تبدیلی سے کوئی فارسی لفظ سنسکرت ہو جائے تو تعجب کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ تغیر طبیعت میں داخل ہے ❊

ادرک۔ فارسی لفظ ہے۔ سنسکرت میں آدرک आर्द्रक کہتے ہیں۔ الف ممدودہ کی طبیعت تمہیں معلوم ہوگئی کہ مد کسی لفظ میں فقط زبر رہ جاتا ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ

متروک رہی چالیس پچاس برس سے پھر قصائد میں استعمال کرنے لگے ہیں۔ برخلاف اس کے اگر جو حرف شرط ہے۔ ہمیشہ نظم و نثر دونو میں آتا ہے اور گر فقط نظم میں آتا ہے۔ از بھی نظم و نثر دونو میں آتا ہے۔ ز فقط نظم میں ہو جاتا ہے۔ ان الفاظ کو دیکھ کر سمجھ میں آتا ہے۔ کہ الف متحرک کے مزاج میں دونو قوتیں ہیں۔ گرنا بھی اور زیادہ ہونا بھی۔ فہرست مندرجہ صفحہ ۵۵ میں مخارج حروف کو دیکھو۔ معلوم ہوگا کہ آ اور ہ قریب المخرج ہیں اسی واسطے فارسی کے اکثر لفظوں میں آ ہ سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً افیون۔ ہپیون وغیرہ اکثر الفاظ ہیں کہ اہل زبان میں دونو طرح مستعمل ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں حرفوں کے مزاج میں مبادلہ کا میلان ہے۔ اس صورت میں اگر کوئی لفظ ایسا ہو۔ کہ اس کا الف متحرک ہ سے بدلیں اور لفظ مذکور سنسکرت میں جا ملے۔ تو صاف سمجھ لو۔ کہ اصل میں اس چیز کا ایک ہی نام تھا۔ دوسرے ملک میں جا کر جس طرح اہل ملک کے رنگ و روپ۔ ڈیل ڈول وضع لباس بدلے۔ اسی طرح اُن کے لب و وہان کی نئی جنبش نے لفظوں پر اثر کیا۔ آ کا مزاج قرب مخرج کے سبب سے ہ کی طرف مائل تھا۔ اس لئے ہ بن گیا۔ لفظ کی صورت بدل گئی۔ بے خبر سمجھتے ہیں کہ اس شے کو فارسی میں یہ کہتے ہیں اور سنسکرت میں وہ۔ حقیقت میں دونو ایک ہیں ٭

اب میں الف کے گرنے کی مثالیں دیتا ہوں

یک۔ فارسی میں عدد آ ہے۔ وہی سنسکرت میں ایک एक ہے ٭

ابرو۔ فارسی میں بھَوں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں भ्रू بھرو ہے ٭

سَتَہ۔ بفتحتیں۔ اور کبھی بہ تشدید۔ فارسی میں باسی چیز کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اَسَتْوَہْ आसत्व کہتے ہیں ٭

اب دیکھو آ کیونکر ہ سے بدلتا ہے

اے۔ فارسی میں حرف ندا ہے۔ سنسکرت میں ہے हे کہکر پکارتے ہیں اور

ب

ب اور و قریب المخرج ہیں۔ گویا دونوں کو ...
زبان میں بھی باہم مبادلہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً ب ...
بڑے پنڈتوں کو دیکھا۔ جب سنسکرت الفاظ ...
یا و۔ یہی سبب ہے کہ فارسی کے اکثر الفاظ جو ...
ب و سے بدلی ہوئی ہے ⁜

آبستن۔ آبست۔ آبستہ۔ فارسی میں ...
لئے تیار کریں۔ **آبشت۔** نہفتہ و پنہاں۔ سنسکرت میں اونشت ...
چیز کا دوسری میں گھسڑ جانا ہے۔ ...

بانگ۔ فارسی میں آواز ہے۔ سنسکرت میں ...
لفظ کسی ایسے لفظ سے ملتا ہے۔ ...
پیدا کرتا ہے۔ دیکھو۔ وہی فارسی میں بانگ ہے ⁜

بار۔ فارسی میں ایک بار۔ دوبار۔ سہ بار۔ سنسکرت میں وار ...

تاب اور تاو۔ فارسی میں گرمی۔ اور چمک کو کہتے ...
ہے۔ اور اصل میں وہ بھی تپ तप ہے

بیوہ۔ فارسی میں رانڈ عورت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ودھوا विधवा ہے

بیو۔ بیوک۔ فارسی میں نئی بیاہی عورت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ...
اور بواہ بیاہ کو کہتے ہیں ⁜

باد۔ ہوا ہے۔ سنسکرت میں وات वात ہے۔ دیکھو فصل دسویں

بند۔ اسی سے فارسی میں ہے پابند۔ سنسکرت میں کہتے ہیں پاد وندھ ...
پاد یعنی پاؤں۔ وندھ بندھا ہوا ⁜

بندہ۔ فارسی میں خدمتگار و تابع فرمان کو کہتے ہیں۔ اسی سے ہے بندگی یعنی

لفظ ایک ہے الف کی کیفیت میں تبدیلی ہوگئی ۔ تو حذف ہوگئی ۔

آہار - فارسی میں یعنی خوراک ہے - سنسکرت میں آہار आहार خوراک کو کہتے ہیں فرق اتنا ہے کہ اہار اب فارس کی تحریر اور محاورہ میں نہیں - ناہار محاورہ اور تحریر دونوں میں ہے - صبح سے جب تک کھانا نہ کھاؤ - ناہار ہو (یعنی کچھ نہیں کھایا) ۔

آش - فارسی میں اُس خوراک کو کہتے ہیں جو پی جائے - سنسکرت میں اشن خوراک اور آشِت आशित اُس شخص کو کہتے ہیں جو کھانا کھائے ہو - فارسی میں ناشتا بمعنی ناہار ہے - یعنی جب تک کچھ نہ کھایا ہو - قیاس کہتا ہے کہ عہد قدیم میں وہاں بھی اشتا - بمعنی خوراک خوردہ - یا خوراک ہوگا - اب متروک ہوگیا ۔

آتش - فارسی ہے - سنسکرت میں ہتاشن[1] हुताशन خورندۂ خود وفنا کنندۂ خود ہے - اسی لحاظ سے آتش کو بھی ہتاشن کہتے ہیں - چونکہ فارسی میں آ کبھی اَ ہوجاتا ہے - اور اَ ہ سے بدل جاتا ہے - کیا عجب ہے کہ مدت دراز گذر کر تغیر لہجہ سے آ نے ہ کی آواز پیدا کی ہو - ن زائد اور محذوف فارسی اور سنسکرت دونوں میں آتا ہے - حرفوں اور حرکتوں کی تبدیلی ہوتے ہوتے آتش ہوگیا ہو (اور دیکھو فصل ش صفحہ ۷۹)

آستان - فارسی میں دروازہ یا دہلیز کو کہتے ہیں - سنسکرت میں ستھان स्थान عموماً جگہ کو کہتے ہیں - فارسی میں ابھی دیکھ لیا کہ اپنے گھر میں الف ممدودہ کبھی فقط مفتوح ہی بولا جاتا ہے - کبھی حذف ہوجاتا ہے - یہاں اُس کے ہونے یا نہ ہونے سے آپس کے اتفاق میں کیوں خلل ڈالیں ۔

آغاز - فارسی میں شروع کو کہتے ہیں سنسکرت میں اگر अग्र ہے - اور برج بھاشا میں آگا आगा فارسی میں سا الف ہوگئی - ز زیادہ ہوگئی ۔

---

[1] ایک صاحب ژند پہلوی اور سنسکرت سے واقف ہیں - اُنھوں نے اس اتفاق پر اعتراض کیا - اور کہا کہ ہتاشن اُس آگ کو کہتے ہیں جو ہوم کے کام آتی ہے - اور یہ آتش عام ہے - اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ آتش زبان ژند میں آترش ہے - اور بعض ترکیبوں میں اس کا ش گر پڑتا ہے - فقط آتر رہ جاتا ہے - وہی آذر ہوجاتا ہے ۔

ہیں چار ابرو زدن - سارے چہرہ کی صفائی سے مراد ہے ٭

بوم - فارسی میں - زمین - جگہ - اور مقام کو کہتے ہیں - سنسکرت میں بھومی اور بھوم بمعنی زمین ہے ٭

بَتّہ - بَتّو - فارسی میں خشکے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں بھکت भक्त کہتے ہیں جس طرح برج کی زبان میں بھات اور بھتّہ ہوگیا - اسی طرح فارسی میں تبدیلی ہوگئی ہوگی ٭

پ

فارسی لفظوں کی ب کبھی سنسکرت میں پ کی آواز دیتی ہے - اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں - ترکِ وطن اور تغیرِ آب و ہوا سے آواز بدل گئی ٭

باب - فارسی میں باپ کو کہتے ہیں - اور اس میں پیار کا آ لگا کر بابا کہتے ہیں - وہی سنسکرت اور ژند میں باپ ہے ٭

شب - فارسی میں رات کو کہتے ہیں - سنسکرت میں شپا शपा ہے ٭

کبوتر - فارسی ہے - سنسکرت میں کپوت कपोत کہتے ہیں (دیکھو فصل ۲ صفحہ ۴۷)

کرباس - فارسی میں روئی اور سوت کے بنے ہوئے کپڑے کو کہتے ہیں - وہی سنسکرت میں کپاس कपास ہے ٭

ہرپاسب - (دیکھو فصل ۵ صفحہ ۹۳) ٭

آب - فارسی میں پانی ہے - سنسکرت میں آپہ आपा کہتے ہیں ٭

تباس - فارسی میں بمعنی عبادت ہے - سنسکرت میں تپسیا तपस्या عبادت کو کہتے ہیں ٭

پود - فارسی میں بانے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں اسے بیوتی व्युती کہتے ہیں ٭

کبھی فارسی کی پ سنسکرت میں واؤ کی آواز دیتی ہے

اسپ - فارسی میں گھوڑے کو کہتے ہیں سنسکرت میں وہی اشو अश्व ہے ٭

کبھی حذف بھی ہوجاتی ہے

طاعت و اطاعت۔ سنسکرت میں विन्द ونند بمعنی فرمانبرداری ہے۔ چنانچہ شاگرد اُستاد کے سامنے جاتا ہے تو کہتا ہے : वन्दे जगद्गुरो وندے جگت گرو ہو اطاعت ہے استاد عالم کی)۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل دونو کی ایک ہے ؛

بھ

عرب اور فارس کے گلے میں یہ آواز نہیں ہے۔ تم نے گفتگو میں ان ملکوں کے اشخاص کو سُنا ہوگا۔ کہ ان حرفوں کے تلفظ میں خالص ب اور پ بولتے ہیں۔ اور بھائی کو بائی۔ اور پھُول کو پول کہتے ہیں۔ چنانچہ ان حرفوں کے مبادلہ سے اکثر فارسی اور سنسکرت کے لفظ مل جاتے ہیں ؛

ابر۔ فارسی میں بادل ہے۔ سنسکرت میں ابھر अभ्र ہے ؛

ابرو۔ (دیکھو فصل الف صفحہ ۵۸) ؛

بیم۔ فارسی میں ڈر کو کہتے ہیں۔ بھے भय خوف اور بھیم भीम خوفناک امر کو کہتے ہیں ؛

بار۔ فارسی میں بوجھ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بھار भार ہے ؛

بخش۔ فارسی میں حصہ کو کہتے ہیں۔ اور ژند میں یہی ہے۔ سنسکرت میں بھاگ भाग ہے۔ اور भाग بھج سے بھی ہو سکتا ہے۔ اور شاید وہی لفظ ہو جو سنسکرت میں پکش पक्ष ہے ؛

برادر۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں وہی بھراتر भ्रातृ ہے ؛

بروت۔ فارسی میں مُوچھ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بھرُووَت भ्रूवत کہتے ہیں۔ بھرو۔ بمعنی اَبرو ہے۔ اور۔ وت سفید فاعلیت۔ چونکہ مونچھیں بھووں کے مقابل واقع ہوئی ہیں۔ گویا بھووں کی صاحب رتبہ ہیں۔ اس لئے ان کا نام بھرُووَت رکھا ؛

آزاد۔ عجب نہیں کہ اہل فارس کے بزرگ بھی اس اصلیت سے آگاہ ہوں۔ محاورہ

ٹ

یہ آواز فارس اور عرب کی خاک میں نہیں۔ جب ایران یا عرب کے لوگ اس حرف کو بولتے ہیں تو ت کی آواز نکلتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ :-

انگشت۔ فارسی میں انگلی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بھی انگشٹ अंगुष्ठ ہے اتنا فرق اور بھی ہے کہ انگوٹھے کو کہتے ہیں (یعنی نر انگشت)۔

اُشتر۔ فارسی میں اونٹ کو کہتے ہیں۔ وہی سنسکرت میں اُشٹر उष्ट्र ہے۔

آوشت۔ سنسکرت میں آوشٹ आविष्ट ہے (دیکھو فصل ب صفحہ ۱۹ میں آبستن)

مُشت۔ فارسی میں مُٹھی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں مشٹ मुष्ट ہے۔

بتو اور بتہ۔ فارسی میں بٹے کو کہتے ہیں۔ ہندی میں بٹّا बट्टा اور وٹّا वट्टा ہے۔ کہ ورتل वर्तुल سے نکلا ہے۔ گول چیز کو کہتے ہیں۔ یہ تعجب کی بات نہیں ہند کی زبان نے اس طرح تبدیلی کی۔ ایران کی زبان نے اُس طرح کی۔

تہ۔ نیچے (اوپر کی ضد)۔ سنسکرت میں ستھا स्था ہے۔ اور اسی سے ہے تھاہ थाह اور اتھاہ سمندر۔ جس دریا کی تہ نہ معلوم ہوسکے۔

چتوک اور چغوک۔ فارسی میں چڑے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں چٹکا चटका ہے۔

دشت۔ فارسی میں بد اور زشت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دُشٹ ہے۔ (دیکھو دشنام اور دشمن صفحہ ۹۰)

سرشت۔ گندھاوٹ۔ اور اصل خلقت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سرِشٹی सृष्टि ہے۔

ج

مناسبت طبعی اُسے چند حرفوں سے مبادلہ کے لئے آمادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ فارسی میں بھی کبھی گ سے بدل جاتا ہے۔ جیسے جہان۔ گہان۔ اور نارنج۔ نارنگ۔ کبھی ی سے بدل جاتا ہے۔ جیسے جوغ۔ یوغ۔ اسی طرح سنسکرت اور فارسی کے الفاظ میں سمجھو۔

واپی - فارسی میں باولی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں واپی वापी اور بھاشا میں واں یا وائیں वाइ کہتے ہیں - اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ پ اصل میں نہ تھی سنسکرت میں زیادہ ہوگئی یا اصل میں تھی - فارسی میں فرسودہ ہوگئی - اب بھی عرف عام میں وائیں یا بائیں کہتے ہیں - دلّی میں احمد کی بائیں ایک مشہور باولی ہے ٭

ت

قرب مخرج اور مناسبت طبع نے اپنے گھر (یعنی فارسی) میں بھی دال کے مبادلہ پر بہت راغب کیا ہے - چنانچہ توت سے تو - بُت سے بُد ہو جاتا ہے پس سنسکرت فارسی کے دو لفظ اگر ایسے مبادلے سے متحد ہو جائیں تو اُن کے ایک سمجھنے میں کیا کلام ہے ٭

تاک - فارسی میں درخت انگور کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دراکشا द्राक्षा انگور کو کہتے ہیں دیکھو۔ سنسکرت میں क्ष سے لکھا جاتا ہے - اور وہ کبھی کھیہ کی آواز بھی دیتا ہے۔ وہی خراب ہو کر برج بھاشا میں داک दाख ہو گیا ہے ٭

کبھی سنسکرت کی ت فارسی میں گر پڑتی ہے یا یہ کہو کہ اصل میں نہ تھی۔ سنسکرت میں زیادہ ہوگئی

پور (بیٹا) فارسی ہے۔ سنسکرت میں پوتر पुत्र کہتے ہیں ٭

تھ

یہ آواز بھی خاک فارس میں نہیں - تم کسی ایرانی سے بات کرکے دیکھو جب ایسا لفظ تقریر میں آئے کہ اُس میں حرف مذکور ہو تو اُس کی جگہ خالص ت بول جائیگا - اگر پُرانے لفظوں میں کہیں ایسا اتفاق ہو تو اُسے اتحاد سمجھنے میں کیا عذر ہے ٭

ستئیا - زبان ژند میں دُنیا کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ستھتی स्थिति بمعنی موجود ہے وہی فارسی حال میں ہستی ہے۔ کچھ عجب نہیں کہ تینوں لفظوں کی اصل ایک ہو ٭

استہ - فارسی ہے۔ سنسکرت میں استھی अस्थि ہے۔ (دیکھو فصل آ صفحہ ۵۸)

ہے۔ فارسی میں بھی اکثر حرفوں سے بدلتی ہے۔ انہی میں سے مفصلۂ ذیل ہیں:۔

س سے مثلاً۔ شناختن سے شناسد ؛

ش سے مثلاً افراختن سے افراشد۔ فراخیدن سے فراشیدن (رونگٹے کھڑے ہونا) ؛

ک سے مثلاً۔ خمان سے کمان۔ خمند سے کمند ؛

ہ سے مثلاً خاگ سے ہاگ (انڈا) ؛

جب اپنے گھر میں حروف مذکورہ سے اس کی آواز بدلتی ہے تو ہندمیں اگر بدل جائے کا کیا تعجب ہے۔ اسی واسطے جہاں سنسکرت اور فارسی کے دو لفظ آج غیر معلوم ہوتے ہیں اور خ کو حروف مذکورہ میں سے کسی حرف کے ساتھ بدلنے سے متحد ہو جاتے ہیں تو عجب نہیں کہ اصل میں دونو ایک ہی ہوں۔ زمانہ کے انقلاب سے ایک گھر کے رہنے والے مسافت ملکی اور مسافت زمانی میں کہیں کے کہیں جا پڑے۔ سب باتیں بدلیں اس کی آواز بھی بدل گئی۔ پھر زمانے گذر گئے۔ پشتیں پلٹ گئیں۔ لوگوں نے جانا دو لفظ غیر ہیں ؛

فارسی کی خ سنسکرت میں کبھی س کی آواز دیتی ہے

خور۔ فارسی میں آفتاب کو کہتے ہیں۔ اسی کو سنسکرت میں سور सूर کہتے ہیں۔ فارسی قدیم میں جو۔ ہور ہے۔ وہ اصل میں ژند کا لفظ ہے ؛

خواب۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں۔ سوپن स्वप्न کہتے ہیں اور سواپ स्वाप کے بھی معنی یہی ہیں ؛

خواہر۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں سوسری स्वसृ کہتے ہیں ؛

خوش۔ فارسی میں بمعنی خوب آتا ہے۔ مثلاً خوش آواز۔ خوشبو۔ وغیرہ وغیرہ۔ سنسکرت میں سو सु حرف ہے کہ دوسرے لفظ کے ساتھ مل کر خوبی کے ساتھ اسم صفت بناتا ہے۔ چنانچہ۔ سُناد सुनाद خوش آواز۔ سُگندھ सुगंध خوشبو کو کہتے ہیں۔ اور سُشٹو सुष्ठु خوب اسم صفت ہے۔ دوسرے اسم کے ساتھ ملنے کی ضرورت نہیں۔ فقط ب کی کمی زیادتی ہے۔ اور اس قدر انقلابوں اور مدتوں کے بعد اتنا تغیر کچھ بڑی بات نہیں ؛

جوغ اور یوغ ۔ خاص فارسی لفظ ہیں۔ ہل کی لکڑی کو کہتے ہیں ۔ جو بیلوں کی گردن پر رکھتے ہیں ۔ سنسکرت میں جوغ کو ۔ یوکتر योक्त्र کہتے ہیں ۔ اور یہی ادل بدل مجوا ہوگیا ۔ ایک ہی گھر کے لفظ ہیں ۔ غیر ملکوں میں جاکر آوازیں بدل گئیں ٭

جو ۔ فارسی میں مشہور غلہ ہے ۔ سنسکرت میں یو यव کہتے ہیں ٭

جوان ۔ فارسی ہے ۔ سنسکرت میں یُوَا युवा ہے ۔ اور یوُن यौवन جوانی کو کہتے ہیں ۔ بھاشا میں جوبن ہوگیا ٭

ف ۔ آریا ۔ ایریا ۔ ایرین ۔ ایران ۔ جو مختلف زبانوں میں مختلف زبانوں پر آواز دیتے چلے آتے ہیں ۔ شاستر کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ متبرک قوم ہندوستان میں پہنچی ۔ تو اس کی آبادی سے یہاں کا ملک ہماچل سے بندھیاچل تک آریہ ورت کہلاتا تھا ۔ اس نے غیر قوموں سے امتیاز جتانے کو آرج اپنا نام رکھا اور غیر قوموں کو انارج کہتے تھے ۔ وہی آریا اور اَن آریا ہوگئے ۔ اور شائد اناڑی جو بمعنی نادان و بے ہنر و بے تمیز ہے وہ یہی ان آریا ہو ۔ لطف یہ ہے کہ فارس کی کتب قدیمہ میں بھی ایرین یا ایران کے معنی شریف ۔ دانا ۔ اور ہنرمند تھے ٭

ج اور چ کی قرابت قریبہ خود ظاہر ہے ٭

جندال ۔ فارسی میں گروہ بیہودہ ۔ اور بیواج و ارزل اور شراب خوار کو کہتے ہیں ۔ سنسکرت میں ایک کمینہ فرقہ کا نام چنڈال चाण्डाल ہے ۔ وہ لوگ پہلے اکثر شراب کھینچتے تھے ۔ بعضے سور چراتے تھے ۔ اور اَور اسی قسم کے ذلیل کام کرتے تھے ٭

پنج ۔ فارسی میں پانچ کو کہتے ہیں ۔ سنسکرت میں پنچ पञ्च کہتے ہیں ٭

مگرمچ ۔ فارسی میں وہی آبی جانور ہے ۔ جسے سنسکرت میں مکرمچھ मकरमत्स्य کہتے ہیں ٭

خ

خاک ہند میں یہ آواز نہیں ۔ دیکھ لو فارسی کی خ ہندیوں کی زبان پر کھ ۔ کھ ہو جاتی

خشخاش- فارسی ہے- سنسکرت میں کھس کھس खसखस اور کھس تل खस तिल کہتے ہیں۔

شاخ- فارسی ہے- سنسکرت شاکھا शाखा ہے ÷

ناخن- فارسی ہے- سنسکرت میں نکھ नख کہتے ہیں- ن کی زیادتی محاورہ میں عام ہے (دیکھو صفحہ)

سخت- فارسی ہے- سنسکرت میں شکت शक्त طاقت کو کہتے ہیں- سخت چیز خود طاقت دار ہوتی ہے اور طاقت چاہتی ہے- عجب نہیں کہ لفظ ایک ہو- معنوں میں مجاز نے تبدیلی کردی ہو ÷

دشخوار- فارسی میں دشوار ہے- سنسکرت میں دُشکر दुष्कर کہتے ہیں ÷

سنسکرت میں کبھی ہ- سے بدل جاتی ہے

دختر- فارسی ہے- سنسکرت میں دُہتری दुहितृ کہتے ہیں- ایک یورپین محقق لکھتے ہیں- کہ یہ سنسکرت میں مشتق ہے- اُس دُہ दुह سے جس کے معنی ہیں دودھ دُہنا- وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ عہد قدیم میں ناکتخدا بیٹیوں کا کام اپنے گھروں میں دودھ دُہنا ہوگا- اس لئے دُہتری کہتے تھے- لطف یہ ہے کہ فارسی میں بھی دوختن بمعنی دوشیدن ہے- اور اسی سے دختر ہے- اور دوشیزہ فارسی میں دختر بکر کو کہتے ہیں- یہ بھی دوشیدن (دودھ دُہنا) سے مشتق ہے- خان آرزو کہتے ہیں- کہ ابتدا میں دوشیزہ چھوٹی لڑکی کو کہتے تھے- جسے دوش پر لئے پھرتے تھے- پھر عموماً دختر کو دوشیزہ کہنے لگے- پھر دختر بکر کے لئے خاص ہوگیا- ہزاروں برس کی باتیں ہیں خدا جانے اصلیت کیا ہے- سند ایک کے پاس بھی نہیں ÷

ف- دیکھو! انگریزی میں سپنسٹر (spinster) کے معنی ہیں کاتنا- عہد قدیم میں یورپ کے اکثر شہروں میں بن بیاہی لڑکیاں گھروں میں بیٹھی کاتا کرتی تھیں اس لئے لڑکی کو سپنسٹر (spinster) کہتے تھے- وہی نام اب تک چلا آتا ہے ÷

خواندن سے خواں (پکارنا) فارسی ہے- سنسکرت میں- وہاں आह्वान بلانا ہے- اور صیغہ مضارع خواہد- سنسکرت میں- ہوایت हूयत

[illegible] فارسی [illegible] آپ کو کہتے ہیں سنسکرت میں سو स्व بمعنی خود ہے اور یہ لفظ اپنے [illegible] ہے یعنی اشتقاق یا ترکیب کے اثر سے پاک ہوتا ہے تو سُوَت स्वत [illegible] میں آتا ہے [illegible] ہیں۔ مُبادلہ ہوگیا +

[illegible] فارسی میں [illegible] کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سُوید स्वेद کہتے ہیں اور جب [illegible] ہے۔ پوری نہیں۔ ایرانی پلاؤ خور ہوگئے۔ انکی [illegible] اُڑا دیا +

[illegible] سنسکرت میں سُوسَر स्वसर اور شوسر स्वसर کہتے ہیں [illegible] سنسکرت میں کبھی ش کی آواز دیتی ہے

[illegible] سنسکرت میں شُبھ शुभ کہتے ہیں +

[illegible] سنسکرت میں [illegible] سرخ۔ اور شونت शोणित لہو ہے +

[illegible] سنسکرت میں شوکر [illegible] کہتے ہیں۔ سنسکرت کی [illegible] فارسی میں اثر ادجائی ہے۔ (دیکھو صفحہ [illegible])

[illegible] فارسی ہے۔ اور شُشک سنسکرت ہے۔ اتنی کسر ہے کہ ششک [illegible] ہے [illegible] زمانے میں یہ اختلاف تحریر نہ ہو +

[illegible] کبھی ک یا کھ کی آواز دیتی ہے

خاشہ [illegible] فارسی ہے اک نسبت کا یا زائد ہو! اصل خاشہ ہوگا گھاس پھوس کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں گھشا [illegible] ہے۔ خ کے بعد جو الف مد ہے [illegible] یا فارسی میں زیادہ ہوگیا۔ اخیر کی ہ اور آ کا مبادلہ کچھ بڑی بات نہیں۔ [illegible] تلفظ زیر کے ظاہر کرنے کو لگاتے ہیں۔ خود کچھ چیز نہیں +

خر۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں کھر खर کہتے ہیں +

خم اور خنب فارسی میں مٹکے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کُنبھ कुंभ ہے (دیکھو صفحہ ۳۴۔۸۹۔۹۰)

چرخ فارسی ہے۔ پلٹ کر۔ چخر۔ اور بدل کر۔ چکر चक्र ہوگیا +

سب کو دندان کہنے لگے۔ سنسکرت میں دنت दन्त ہے ؛

سرد۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں شرد शरद یا شرت शरत کہتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ عربی میں شتا موسم سرما ہے ؛

سد۔ فارسی میں عدد ۱۰۰ ہے۔ سنسکرت میں شت शत ہے ؛

پود۔ فارسی میں بانے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بیوتی व्यूति بانا ہے ؛

کبھی ج سے بدل جاتی ہے

داماد۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں جاماتری जामातृ ہے (دیکھو بیان حذف اور بھی دیکھو صفحہ ۱۰۵)

کبھی گ سے بدل جاتی ہے

اژدر۔ فارسی میں بڑے سانپ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اجگر अजगर کہتے ہیں

دھ

فارسی کی زبان میں یہ حرف بھی نہیں۔ جہاں ہوتا ہے۔ خالص دال کی آواز دیتا ہے۔ مثلاً :-

بند۔ فارسی میں گرہ۔ اور رسّی وغیرہ باندھنے کی چیز کو کہتے ہیں۔ کیونکہ بستن سے حاصل مصدر ہے۔ اور مجازاً قید کو بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بندھ बन्ध اسی ماخذ سے ہے اور یہی معنی ہیں (دیکھو صفحہ ۶۱)

دود۔ فارسی میں دھوئیں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں یہی۔ دھوم धूम ہے ؛

دیر۔ فارسی میں زود کی ضد ہے۔ سنسکرت میں دھیر धीर متحمّل آدمی کو کہتے ہیں۔ دھیریہ धैर्य دیر اور توقّف کرنے کو کہتے ہیں ؛

گندش۔ فارسی میں گندھک کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں گندھک गंधक ہے ؛

گندم۔ فارسی میں غلّہ ہے جسکی ہم تم روٹیاں کھاتے ہیں۔ سنسکرت میں گودھوم गोधूम ہے ؛

دایہ۔ فارسی میں اُس عورت کو کہتے ہیں۔ جو کسی کے بچّے کو دودھ پلائے۔ سنسکرت میں دھا धाय ہے ؛

خرامیدن - خرام - فارسی میں رفتار ناز کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کرم करम دھاتو ہے اور وہی معنی ہیں ٭

خریدن - خر - فارسی میں مول لینا ہے۔ سنسکرت میں کری क्रय خریدنے کو کہتے ہیں



قرب مخرج اور موافقت طبعی کے سبب سے چند حرفوں کے ساتھ فارسی میں بھی آواز ملاتی ہے۔ چنانچہ کبھی ت سے بدل جاتی ہے۔ جیسے درّاج سے تراّج - اور کدخدا سے کتخدا - کبھی گ سے - اور یہی طبیعت سنسکرت کے لفظوں میں اپنا اثر دکھاتی ہے ٭

اندر - فارسی ہے - سنسکرت میں انتر अंतर ہے ٭

ایدر - فارسی میں اِدھر یا یہاں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اتر अत्र کہتے ہیں (دیکھو فصل الف متحرک صفحہ ۵۹)

زاد - زاد بوم (یعنی پیدائش) فارسی ہے - سنسکرت میں - جات जाति ہے عربی میں ذات شئے - نفس شئے - اس صورت میں پہلوی سے پہلو ملتا ہے ٭

بادام - فارسی لفظ ہے - سنسکرت میں باتام बातम ہے ٭

باد - فارسی میں ہَوَا ہے - سنسکرت میں وات वात ہے ٭

بدست - فارسی میں بالشت کو کہتے ہیں سنسکرت میں وتستِ वितस्ति ہے ٭

مادر - فارسی ہے - سنسکرت - ماترِی मातृ ہے ٭

مردہ - فارسی ہے - سنسکرت - مرت मृत اور مرتک मृतक ہے (ہ - ک - کا تعلق - دیکھو صفحہ ۹۱) ٭

بید - فارسی میں مشہور لکڑی ہے - سنسکرت میں وبتر वेत्र کہتے ہیں۔ (ہ - کا حذف دیکھو صفحہ ۹۲)

پدر - فارسی ہے - سنسکرت میں پتری पितृ ہے ٭

دند - فارسی میں دانت کو کہتے تھے - پھر واحد متروک ہوگیا - اب واحد جمع

تارک - فارسی میں تالو کو کہتے ہیں - سنسکرت میں وہی تالو ताल है ؂
کبھی فارسی میں نہیں ہوتی - سنسکرت میں ہوتی ہے

کافور - سنسکرت میں - کرپور कर्पूर ہے ؂

شغال اور **شگال** - فارسی ہے - سنسکرت میں شری گال शृगाल ہے ؂

تشنہ - فارسی میں پیاسا ہے - سنسکرت میں ترشنا तृषणा تشنگی کو کہتے ہیں ؂

ادرک - فارسی ہے - سنسکرت میں آدرک आर्द्रक کہتے ہیں ؂

شکر فارسی ہے - سنسکرت میں - شرکرا शार्करा کہتے ہیں ؂

آک - یہی درخت جنگلی ہے - جسکا دودھ کیمیاگر لیتے پھرتے ہیں - سنسکرت میں آرک کہتے ہیں ؂

اشک - فارسی میں آنسو کو کہتے ہیں - سنسکرت میں اشرو अश्रु کہتے ہیں ؂

گام - فارسی میں گاؤں کو کہتے ہیں - سنسکرت میں گرام ग्राम کہتے ہیں - یہی برج بھاشا میں گاؤں ہوگیا ؂

پیمانہ - فارسی میں ماپنے باسن کو کہتے ہیں - سنسکرت میں پرمان परिमाण کہتے ہیں ؂
کبھی فارسی میں ہوتی ہے سنسکرت میں نہیں ہوتی

کبوتر - فارسی ہے - سنسکرت میں - کپوت कपोत ہے ؂

کرباس - فارسی ہے - سنسکرت میں - کپاس कपास کہتے ہیں - (دیکھو فصل پ صفحہ ۱۳)

ز

مناسبت مزاج اسے اپنے گھر میں بھی چند حرفوں کے ساتھ مبادلہ پر آمادہ کرتی ہے - ایک اُن میں سے ج ہے - مثلاً - روز - روج - دوسرا چ - جیسے پزشک - پچشک - کبھی ک - مثلاً مزیدن - مکیدن - کبھی ہ - جیسے بازو - باہو - کوزپشت - کوہ پشت - کبھی ے - جیسے آواز - آوازے ؂

خاک ہند میں ز کی آواز بالکل نہیں نکلتی - ہمیشہ ج کی آواز بدل کر بولتی ہے -

ڈ

خاک فارس اور عرب سے اس کی طبیعت موافق نہیں - اس لئے ہمیشہ خالص دال کی آواز دیتا ہے ٭

آدَہ - فارسی میں اُس لکڑی کو کہتے ہیں - جس پر پرند جانوروں کو بٹھاتے ہیں - سنسکرت میں - اڈّہ अड्ड کہتے ہیں ٭

دول - فارسی میں یہی چیز ہے - جس سے پانی کنوئیں سے کھینچتے ہیں - ہندوستان میں ڈول کہتے ہیں - مگر ہندی بھاشا ہے - سنسکرت نہیں - اور لطف یہ ہے کہ عربی کا دلو - صاف ڈول - کا مقلوب ہے ٭

ڈھ

حرف اوّل کا بھائی ہے ٭

دُہُل - فارسی میں ڈھول ढोल کو کہتے ہیں - مگر یہ ہندی بھاشا ہے - سنسکرت نہیں - اور غور کرو - توطبل - تول - دول - دہل - ڈھول سب ایک ہیں - عرب اور فارس جاکر مسافروں کی آواز بدل گئی ٭

ر

فارسی میں بھی اکثر قریب المخرج حرفوں کے ساتھ بدل جاتی ہے - انہی میں سے یہ ہے کہ کبھی **ن** سے مبادلہ ہوتا ہے - مثلاً استوار - استوان - کبھی **ل** سے جیسے سوفار - سوفال - کبھی زیادہ ہوجاتی ہے - کبھی گر پڑتی ہے جیسے کابک - کاوک - کاورک - باگرسنہ - اور گشنہ - کبھی ہ سے جیسے آسر - اور آسہ - جوتی ہوئی زمین - اسی مناسبت سے سنسکرت میں آواز بدلے تو تعجب نہ کرنا چاہئے ٭

آغاز - سنسکرت میں اگر अग्र ہے - ر - الف ہوگئی - ز - زیادہ ہوگئی - (دیکھو صفحہ ۶۰ و ۸۳)

تار - فارسی لفظ ہے - سنسکرت میں تان तान اور تنتو तन्तु ہے اور اسی سے ہے تانا ٭

پور - فارسی میں بیٹے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں پتّر पुत्र اور پوہ : पु بھی آیا ہے ٭

پیدا وار دوا ہے۔ طبابت اور تجارت کی وکالت سے عرب میں پہنچی۔ ان کی زبان نے اپنی طبیعت کے بموجب حرفوں پر اثر کیا۔ جسے تعریب کہتے ہیں ✤

زیرہ۔ مشہور دوا ہے۔ سنسکرت میں جیر जीर یا جیرک जीरक کہتے ہیں ✤

تیز۔ فارسی لفظ ہے۔ سنسکرت میں تیکش तीक्ष्ण ہے۔ اور اس وقت क्ष کشا اپنی پوری آواز دے رہا ہے۔ وہ کئی آوازیں رکھتا ہے (دیکھو صفحہ ۸۲)

کیا عجب ہے کہ اصل زبان میں ایک وقت فقط ش یا ک کی آواز سے یعنی تیش یا تیکن بولا جاتا ہو۔ ن۔ دونو زبانوں میں اکثر گر پڑتا ہے۔ جب تیش یا تیک ہوا۔ تو تم جانتے ہو کہ ش۔ اور ک۔ ز۔ سے بدل جاتے ہیں۔ کیا عجب ہے کہ اس طرح تیز ہو گیا ہو ✤

بوز۔ فارسی ہے۔ بکری کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں۔ بوج बोज بکری یا اترے ہوئے بکرے کو کہتے ہیں ✤

کبھی چ سے بدل جاتی ہے

سوزن۔ فارسی میں سوئی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سوچی सूची کہتے ہیں ✤

کبھی گھ سے بدل جاتی ہے

دراز۔ فارسی میں لمبے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دیرگھ दीर्घ ہے ✤

ہ سے بھی بدل جاتی ہے

زر۔ فارسی میں سونا ہے۔ سنسکرت میں ہرن हिरण्य سونے کو کہتے ہیں۔ مگر ن اصلی نہیں ہے۔ ہ۔ اور۔ ز۔ کا مبادلہ عام ہے۔ چنانچہ فارسی میں زدن کا امر ہے۔ زن۔ سنسکرت ہے۔ ہن हन اسی قاعدہ سے ہر हर کا زر بن گیا ✤

ے سے بھی بدل جاتی ہے

نزد۔ فارسی میں نزدیک کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں نید नेद کے یہی معنی ہیں ✤

فارسی کی ز۔ سنسکرت میں ہ ہو جاتی ہے

کبھی کبھی۔ چ۔ گھ۔ ہ۔ ے بھی ٭

روز۔ روج ۔ فارسی میں دن ہے۔ اور آفتاب کو بھی کہتے ہیں۔ سنسکرت میں روچی रोचि روشنی کو کہتے ہیں۔ شائد مجازاً دن کو کہنے لگے ٭

ارز ۔ جو بمعنی قیمت و قدر ہے۔ فارسی میں بھی ارج ہے۔ اور اُسی سے ارجمند ہوگیا۔ سنسکرت میں ارج अर्ज قدر و قیمت اور رتبہ و منزلت ہے ٭

زبان ۔ فارسی ہے۔ یہی سنسکرت میں جِبھا जिव्हा ہے ٭

زانو ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں جانو जानु ہے ٭

زاد ۔ جات (دیکھو فصل دال صفحہ ۷۰) ٭

زلو اور زلوک ۔ فارسی میں **جونک** کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں جلوکا जलौका ہے ٭

زمین ۔ فارس کے اہل لغت کہتے ہیں کہ **زم** سردی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اسی سے ہے موسم **زمستان** ۔ چونکہ جوہر ارض ٹھنڈا ہے۔ اس لئے اس کا نام زمین رکھا ہے سنسکرت میں جمّا ज्मा زمین کو کہتے ہیں۔ جمّا ज्मा کو **جنم** जनम سے مشتق سمجھا ہے کہ کل مخلوقات کا جنم یعنی پیدائش اسی سے ہے ٭

کوز ۔ فارسی میں کبڑے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کبجا कुब्जा کہتے ہیں۔ وہی خراب ہو کر ہندی میں کُبڑا ہوگیا ٭

مازو ۔ ایک چھوٹا سا پھل ہے کہ سرو کے پھل سے مشابہ ہوتا ہے۔ ہندوستانی سیاہی اور بعض سیاہ رنگوں میں پڑتا ہے۔ سنسکرت میں اسے ماجو پھل माजु फल کہتے ہیں ٭

زن ۔ فارسی میں عورت کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں جنی जननी عورت کو کہتے ہیں (یعنی جننے والی) ٭

زنجبیل یعنی سونٹھ کو سنسکرت میں شرنگ بیر शृंगबेर کہتے ہیں۔ شرنگ शृंग شاخ ہے۔ اور بیر बेर خشک ۔ سوکھی سوکھی شاخیں ہوتی ہیں۔ اس لئے یہ نام پایا۔ مگر یہ اتحاد اُن دو لفظوں کا نہیں جو ایک گھر کی آواز تھی۔ سونٹھ ہندوستان کی

راست - فارسی میں کج کی ضد ہے - سنسکرت میں رجُو ऋजु سیدھے اور آسان کو کہتے ہیں - وہی ژند میں رز ہے - دیکھو - ج - ز - س - سب قریب المخرج ہیں - سنسکرت میں اسی سے ہے - رجسٹ ऋजिष्ठ نکلا - یعنی بہت سیدھا اور نہایت آسان - ٹ فارسی میں ت ہو جاتی ہے عجب نہیں کہ راست اور رجسٹ کی اصل ایک ہو +

سایہ - فارسی ہے - سنسکرت میں - چھایا छाया ہے +

ش کی مثالیں دیکھو

اسپ - فارسی میں گھوڑے کو کہتے ہیں سنسکرت میں اشو अश्व ہے - واو - ب سے بدلکر پ ہوگیا +

باش - فارسی میں فعل ہے اور سکونت کے معنی دیتا ہے - سنسکرت میں باس वास کے وہی معنی ہوتے ہیں +

گیسو - فارسی میں اُن بالوں کو کہتے ہیں جو زلف سے مقدار اور درازی میں زیادہ ہوتے ہیں - اور ایک سرا کانوں کے اوپر نکالتے ہیں - سنسکرت میں کیش केश عموماً بالوں کو کہتے ہیں +

اباس - اہل خراسان شبنم کو اباس کہتے ہیں - سنسکرت میں اُوشا اے उषा اور اُوش उष آخر شب کو کہتے ہیں - اور - اُش उष وہ جو کہ آخر شب میں واقع ہو - شبنم آخر شب میں پڑتی ہے - اس لئے یہ نام پڑگیا - اسی رعایت سے فارسی میں شبنم نام پایا ہے - یہی اوش بگڑ کر برج بھاشا میں اوس ہوگیا +

سر - فارسی ہے - سنسکرت میں شرس शिरस کہتے ہیں - اخیر کا س اُڑجانا ہے ہ پیدا ہو جاتی ہے - اُس وقت شرہ शिरः کہتے ہیں - دیکھو - وہی س ہ کا مُبادلہ ہے +

سرد - فارسی ہے - مقابلِ گرم - سنسکرت میں - شرت शरत ہے - اور - شرد शरद بھی کہتے ہیں +

سرون - فارسی میں سینگ کو کہتے ہیں - سنسکرت میں - شرنگ शृंग ہے +

بازو اور باہو۔ دونو فارسی لفظ ہیں۔کیونکہ اُن کے ہاں خود ۔ز ۔ ہ ۔کا مبادلہ ہوجاتا ہے۔ دیکھو۔سنسکرت میں اسے باہو बाहु ہی کہتے ہیں *

ژ

ز کی بہن ہے ۔خاص فارس کی آواز ہے ۔عرب ۔ہند وغیرہ اکثر ملکوں میں نہیں۔ اپنے گھر میں بھی کبھی کبھی بعض حرفوں کی آواز میں بولتی ہے مثلاً فازہ۔ فاژہ۔ فاجہ (جمائی)۔کژ۔کج ۔نژند۔ نجند (غمگین)۔ اب سنسکرت میں دیکھو:۔

اژدہا۔ فارسی میں بڑے سانپ کو کہتے ہیں۔سنسکرت میں اہی دشک अहिदशाक ہے ۔اہی अहि سانپ کو کہتے ہیں۔ دشک दशाक کاٹنے والا ۔ز۔ کا مبادلہ ہ کے ساتھ دونو زبانوں میں عام ہے ۔ ہی زیادہ ہوگئی ۔ش ۔س ہو کر ہ سے بدل گئی ۔کاف ہ سے بدل گیا (دیکھو فصل ک صفحہ ۸۵ و فصل ہ صفحہ ۹۱)

اژدر۔ وہی اژدہا ہے۔ سنسکرت میں اجگر अजगर ہے (دیکھو فصل دال صفحہ ۷۱)

اَنکُش۔ فارسی ہے سنسکرت میں اَنکُش अङ्कुश ہے جس سے ہاتھی کو ہولتے ہیں*

س

قرب مخرج کے سبب سے فارسی میں بھی چند حرفوں کے مبادلہ پر زبان کو مائل کرتا ہے۔ ان میں سے ہے ج ۔ ریواس ۔ ریواج ۔ ریباس ۔ ایک جنگلی روئیدگی ہے ۔ چ ۔ جیسے خروس ۔خروچ ۔ باغسہ ۔ باغچہ (اہل شیراز صحن کو کہتے ہیں اور وہاں ہر ایک شخص کے گھر میں صحن اور صحن میں چمن ہوتے ہیں)۔ د ۔ جیسے پاس ۔ پاد (حفاظت اور اسی سے ہے پادشاہ)۔ ش ۔ جیسے کُستی ۔کُشتی (کستن ۔ کوفتن ۔ پہلوان بھی آپس میں ٹھونکتے پیٹتے ہیں)۔ اس لئے کُشتی پہلوانی ہوگئی) فرستہ ۔فرشتہ (فرستادۂ خدا ہوتا ہے)۔ اس مزاج نے سنسکرت اور فارسی کے الفاظ میں بھی مبادلہ پر مائل کیا ہوگا *

ی چ اور کبھی چھ کی آواز دیتا ہے

ہیں۔سنسکرت میں۔کچھ چپ कच्छप کچھوا ہے؂

سے نکلا ہو۔جس طرح شطرنج چترنگ चतुरंग

ر بن گیا ؂

ں کی آواز دیتا ہے

स्नान کہتے ہیں ؂

ں۔سنسکرت میں سنان स्नान فقط نہانا ہے۔

نہائیگا (دیکھو بہار عجم)

नरस ہے ؂

ں۔سنسکرت میں آسکتی आसक्ति مَیلان اور

ں سے آواز بدلتا ہے

کہتے ہیں۔سنسکرت میں گندھک गंधक ہے؂

کے اصول خاص

۔ذرا ذرا سے فرق کے ساتھ ش کی آواز دیتے ہیں؂

ز دیتا ہے ؂

ب ایک آواز دیتا ہے کہ کچھ ژ کچھ ی کی آواز

ں کی بھی آتی ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر کَش۔

دے جاتا ہے۔مثلاً :-

رس۔بھوجن۔چھ مزے والی چیز ؂

سُرین۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں شرونی श्रोणी ؂

سریر۔ فارسی قدیم میں جسم اور کالبد کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں شریر शरीर ہے ؂

سَد۔ وہی ۱۰۰ کا عدد ہے۔ جسے اب صد لکھتے ہیں۔ سنسکرت میں شت शत ہے ؂

مگس۔ فارسی میں مکھی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں مکشیکا मक्षिका کہتے ہیں دیکھو त میں۔ش۔ کا اثر موجود ہے۔ مگر آواز۔س۔ کی دی ؂

سنگ۔ فارسی میں پتھر کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں شان शाण کہتے ہیں ؂
کبھی و سے بدل جاتا ہے

سان۔ فارسی میں مشابہت کے لئے ہے۔ سنسکرت میں وان वान بمعنی مشابہ ہے ؂
س گر بھی پڑتا ہے

دشستہ۔ محسوس چیز۔ وشتہا۔ محسوسات۔ فارسی قدیم کا علمی لفظ ہے۔ سنسکرت میں درشٹ दृष्ट جو چیز دیکھنے میں محسوس ہو۔ کیونکہ۔ درشٹی दृष्टि نظر کو کہتے ہیں۔ ر کا حال تم دیکھ چکے ؂

مست۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں مدّ मद اور مستّ मत्त کہتے ہیں ؂

ش

فارسی میں قرب مخرج کے سبب کئی حرفوں کے ساتھ مبادلہ قبول کرتا ہے۔ ان میں سے ہے۔ چ۔ جیسے کاچی۔ کاشی۔ اور چاچی۔ شاشی اور لنچہ لخشہ کبھی س سے بدل جاتا ہے۔ جیسے شارک۔ سارک (مینا)

آتش۔ الف ممدودہ کے فصل میں لکھا گیا ہے کہ ہتاشن سے اس کا اتحاد ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سنسکرت میں تیج بمعنی شعلہ۔ روشنی۔ حرارت وغیرہ ہے۔ پس تیج اور تیش متحّد۔ تیش پر الف ممدودہ زائد ہو کر آتیش ہو گیا۔ پھر آتیش کم اور آتش عام مستعمل ہو گیا ہے یا سنسکرت میں پہلے جا کر آتیج اور پھر تیج ہو گیا ہو ؂

برسات - فارسی میں یہی موسم کا نام ہے - سنسکرت میں برشارت वर्षा ऋतु
ش - س کا مبادلہ بمقتضائے طبیعت عام ہے - اس لئے برسا ہوا - ر بہ گئی - برسات رہ گئی ؀
برشکال - فارسی میں وہی موسم ہے - سنسکرت میں برش - بارش - اور کال - وقت
ہے - اس واسطے برشاکال वर्षाकाल بارش کا موسم ؀

خشک - فارسی لفظ ہے - سنسکرت میں ششک शुष्क ہے ष میں ک کا اثر ہے -
فارسی میں ک ہمیشہ خ کی آواز دیتا ہے - انقلاب زمانہ اور انقلاب وطن سے
الٹ کر اول کشیک - بعد اس کے خشک ہوگیا ؀

تشنہ - فارسی میں پیاسے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں ترشنا तृष्णा خواہش اور
ہوس ہے - اور ترشا اور ترکھا तृषा پیاس کو کہتے ہیں ؀

خاشہ اور خاشاک - فارسی میں گھاس پھوس کو کہتے ہیں - سنسکرت میں کشا
कुषा ہے ؀

اشک - فارسی میں آنسو کو کہتے ہیں - سنسکرت میں اشرو अश्रु کہتے ہیں - ر گرپڑی
دیکھو فصل ر صفحہ ۷۴) ؀

انوشہ - فارسی میں - خوش - خوشا - خورم - شاہ نوجوان - آفرین - بارک اللہ ہے -
سنسکرت میں - انوکھا अनोखा خوب - عمدہ اور اچھی چیز کو کہتے ہیں ؀

کبھی سنسکرت میں ش کی آواز دیتا ہے - فارسی میں س کی آواز دیتا ہے

سنوسر اور سنوسہ - فارسی میں چھینک کو کہتے ہیں - سنسکرت میں شوتھ श्वथु
کہتے ہیں - شتھو - ستو ہوگیا - مگر یہ کون کہہ سکتا ہے کہ - سر فارس میں جاکر بڑھ گیا ہے
یا اصل میں سرتھا سنسکرت میں کٹ گیا ہے ؀

کبھی فارسی میں - ک - ش کے عوض گ - س کی آواز دیتا ہے

مگس - (دیکھو فصل - س - صفحہ ۷۹) ؀

بخش - فارسی میں کسی چیز کے بخرہ اور حصہ کو کہتے ہیں - سنسکرت میں پکش पक्ष حصہ

منکش ۔ منش ۔ منکھ मनुष्य آدمی +

اس قسم کے الفاظ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مختلف تلفظ سے بولے جاتے ہیں ۔ اور بجاے خود ہر ایک صحیح ہے ۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس حرف میں تینوں آوازوں کا مادّہ ہے ۔ اور جب کسی لفظ میں ہوتا ہے ۔ تو دو دو تین تین آوازوں سے بولا جاتا ہے ۔ پس جب ایک سنسکرت لفظ میں ہے ۔ اور ش کی آواز دے رہا ہے ۔ اور فارسی میں وہی لفظ ہے ۔ مگر ش کی جگہ ک کی آواز آتی ہے ۔ تو اس حرف کے اختلاف سے لفظ کو غیر نہ سمجھو ۔ ष اپنے گھر میں کئی آوازیں بدلتا ہے ۔ غیر ملک میں جاکر آواز بدل گئی ہو ۔ تو تعجب کیا ہے +

(۳) بعض موقع پر اسی ش ष میں ک کی آواز ملی ہوتی ہے تب اسکی صورت میں ذرا سی تبدیلی ہو جاتی ہے क्ष پھر یہی چار آوازوں کا کام دے جاتا ہے ۔ کَش ۔ کھیا ۔ چھہ ۔ اور کبھی خالص ش چنانچہ :۔

لکشمی	لکھمی	لچھمی	लक्ष्मी	دولت
دکشنا	دکھینا	دچھنا	दक्षिणा	خیرات
لکش	لکھئے	.	लक्ष्य	نشان والا
رکشیا	رکھیا	.	रक्षा	حفاظت
بھکش	.	.	भक्ष्य	خوراک
.	.	لکھے	लक्ष	لاکھ رقم اعدادی
شپا	.	.	क्षपा	رات

بدھیا وان لوگ چھ سے نہیں بولتے مگر اس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ اس کے مزاج میں چھ کی طرف میلان ہے +

یہ الفاظ مختلف شہر ہاے ہندوستان میں الگ الگ تلفظ سے بولے جاتے ہیں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حرف مذکور میں بھی تینوں آوازوں کی طاقت ہے +

دیکھو ष والے لفظ فارسی میں کیسی کیسی آوازیں بدلتے ہیں :۔

بارش ۔ فارسی میں باریدن سے حاصل مصدر ہے ۔ سنسکرت میں برشا (برکھا) वर्षा ہے +

کی بھی آواز دیتے ہیں۔ تو طبیب زبان سمجھ گیا۔ کہ دونوں کا مزاج یکساں ہے۔
اُس نے یہ بھی دیکھا کہ اکثر الفاظ سنسکرت کے ایسے ہیں۔ کہ ان میں گ موجود
ہے۔ لیکن جب اسے غ سے بدلتے ہیں۔ تو فارسی لفظ سے مطابق ہو جاتا ہے۔
یا بہت کم فرق رہ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ دونوں کی اصل ایک تھی۔
اختلاف ملک نے آواز بدل دی ٭

داغ۔ آگ سے جل کر جو نشان پڑ جائے۔ یا عام نشان کو فارسی میں داغ کہتے
ہیں وہی سنسکرت میں داگھ दाघ ہے ٭

کلاغ۔ فارسی میں کوّے کو کہتے ہیں۔ وہی سنسکرت میں کاگ काग ہے۔
فارسی میں کوّے کی آواز کو **کاغ کاغ** بولتے ہیں ٭

شغال اور **شگال**۔ فارسی میں گیدڑ کو کہتے ہیں۔ وہی سنسکرت میں شرگال
शृगाल ہے ٭

میغ۔ فارسی میں ابر کو کہتے ہیں۔ وہی سنسکرت میں میگھ मेघ ہے ٭

آغاز۔ (دیکھو صفحہ ۶۰۔ الف ممدودہ) ٭

آروغ۔ فارسی میں ڈکار کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اُدگار उदगार کہتے ہیں ٭

ف

زبانِ فارس کا جوہر ہے۔ ہندوستان میں نہیں ملتا۔ جب چاہو سُن لو۔
اس کی جگہ زبانوں سے پ نکلتا ہے۔ بلکہ حرف مذکور اپنے گھر میں بھی اکثر پ
کی آواز میں بولتا ہے۔ جب ہم فارسی میں سفید اور سپید۔ فرمودن اور پرمودن
کو ایک لفظ سمجھتے ہیں۔ تو سنسکرت اور فارسی کے دو لفظوں کو ایسے اختلاف کے
سبب سے غیر کیوں سمجھیں ٭

سرشف۔ فارسی میں سرسوں کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں سرشپ सर्षप کہتے ہیں ٭

اور مقدار کو کہتے ہیں۔ پ نے فارسی میں جا کر ب کی آواز پیدا کی۔ک۔ نے خ کی جون بدلی۔ اس طرح بخش ہو گیا ہوگا۔اور شائد جو سنسکرت میں بھاگ भाग ہے۔ وہ فارسی میں بخش ہو (دیکھو فصل بھ۔صفحہ ۶۲)٭

فارسی میں کبھی فقط ش کی آواز دیتا ہے

شیر۔ جو فارسی میں دودھ ہے۔ سنسکرت میں کشیر क्षीर پڑھتے اور لکھتے ہیں٭

شہد۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں کشودر क्षौद्र کہتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ سنسکرت کی رکو تم جانتے ہی ہو اکثر فارسی میں گر پڑتی ہے٭

کشا کو دیکھو فارسی میں کیسی کیسی آوازیں بدلتا ہے

کبھی تو اپنی اصلی آواز یعنی ک۔ش کا حق ادا کرتا ہے

کِشت۔ فارسی میں کھیتی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کشتّ क्षेत्त کہتے ہیں۔ وہی بھاشا میں کھیت ہو گیا۔ ہندوستان میں آکر یہ آواز بدلی۔ وہاں وہ بدل گئی ہوگی تعجّب کیا ہے؟

کش۔ فارسی میں بغل اور پہلو کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اسی کو کُکشی कुक्षी کہتے ہیں۔ یہی بھاشا میں بگڑ کر کوکھ कोख ہو گیا۔ لطف یہ ہے۔ کہ اسی کو عربی میں کَشح کہتے ہیں٭

کاہ۔ فارسی میں گھاس کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کُکش कक्ष ہے۔ وہی تلفظ میں کُکھ ہو گیا۔ اور فارسی میں آکر کک بن گیا۔ پھر ک اور ہ کا مبادلہ عام ہے۔ جیسے آملک اور آملہ وغیرہ۔ اس لئے کہ ہوا۔ بعد اس کے الف مدّہ بڑھ کر کاہ ہو گیا ہوگا٭

تاک۔ سنسکرت میں۔ دراکشا द्राक्षा ہے (دیکھو فصل ت صفحہ ۴۴۔ اور ک صفحہ ۸۵)

غ

یہ آواز اہل ہند کے منہ اور گلے سے بالکل مخالف ہے۔ تم خود خیال کر کے سنو۔ جن اشخاص کے لب و لہجہ کو تعلیم نے تربیت نہیں کیا۔ اُن کی زبان سے غ کی جگہ گ نکلتا ہے۔ جب فارسی کے اکثر غ والے لفظ خود فارسی میں گ

ق

عرب کا حرف ہے۔ ہندوستان کی خاک میں یہ آواز نہیں۔ سنسکرت کا ک والا لفظ عربی دان لوگوں کی زبان پر آجائے تو ق سے بدل لیتے ہیں +

مقیش - اصل میں سنسکرت کا لفظ ہے۔ میکھ کیش मयष केश اس میں میکھ मयष سورج کی کرن ہے۔ اور کیش केश بال۔ دونوں مل کر موئے شعاعی ہو گئے۔ تعجب ہے۔ محقق ہند صاحب بہار عجم سے کہ اسے عربی کا لفظ مان کر کہتے ہیں کہ مقیش ہے۔ لیکن یہ نہیں لکھتے کہ عربی میں اس کا ماخذ اور اصل کیا ہے۔ صاحب غیاث اللغات اس کا حوالہ دیتے ہیں اور توضیح میں اس سے زیادہ زور دیتے ہیں۔ جب اصل نہیں تو زور کیا چل سکتا ہے +

آذوقہ - عربی لفظ ہے اور کتب لغت میں لکھا ہے کہ آب۔ وقہ سے مرکب ہے مگر ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجبو کا ہے +

سرادق - عربی لفظ ہے۔ پردہ کو کہتے ہیں۔ مگر سنسکرت میں سراد सराद پردہ کو کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہندی سے معرب کیا ہے +

ک

فارسی میں بھی قرب مخرج چند حروف کے مبادلہ پر مائل کرتا ہے۔ سنسکرت کے لفظوں میں اثر مذکور ظہور کرے تو بیجا نہیں ہے۔ چنانچہ سنسکرت کا کھ فارسی میں ک کی آواز دیتا ہے +

کان - فارسی ہے۔ سنسکرت میں کھان खान اور کھنی खनि بھی کہتے ہیں +

کنج - فارسی میں گوشہ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کنج कुंज چھائی ہوئی۔ چھت پٹی ہوئی رکی ہوئی۔ اور بند جگہ کو کہتے ہیں +

تاک - سنسکرت میں۔ دراکشا द्राक्षा ہے۔ کشا۔ اپنے گھر میں بھی کبھی کھیا کی آواز

فرمان - فارسی لفظ ہے۔ سنسکرت میں پرمان प्रमाण سند کو کہتے ہیں ؛

افیون - اپیون - ہپیون - فارسی ہیں۔ سنسکرت میں آہی پھن अहिफेन کہتے ہیں۔ آہی अहि سانپ - اور پھن फेन جھاگ झाग یہ بھی درخت خشخاش سے جھاگ کی صورت میں نکلتی ہے۔ رنگ بھی کالا ہے - اور بیہوشی بھی کر دیتی ہے۔ اس لئے یہ نام پایا ؛

آفت - ظاہر میں عربی لفظ ہے۔ اور سنسکرت میں آپت आपत ہے۔ درحقیقت عربی نہیں۔ فارسی قدیم یا پہلوی میں **آگفت** تھا۔ عرب میں جاکر **آفت** اور عاتہ ہوگیا۔ دیکھو فارس میں اصل لفظ مرگیا۔ عرب سے نئی زندگی پاکر آیا۔ اور ۱۲ سو برس ہوئے۔ اب تک زندہ ہے۔ (دیکھو فصل ک صفحہ ۸۶) ؛

فرتاب - فارسی میں فرّو شکوہ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں پرتاپ प्रताप جاہ و جلال۔ اقبال اور قہر و غضب کو کہتے ہیں ؛

فرشاد - فارسی قدیم میں تحفہ۔ نذرانہ۔ تبرّک کو کہتے تھے سنسکرت میں پرساد प्रसाद

فساں اور **افساں** وہی چیز ہے۔ جس پر تلوار۔ چھری۔ چاکو تیز کرتے ہیں سنسکرت میں پاشان पाषाण کہتے ہیں ؛

کافور - کو سنسکرت میں کرپور कर्पूर کہتے ہیں ؛

کف - فارسی میں جھاگ کو کہتے ہیں۔ ٹیک چند بہار کہتے ہیں کہ کچھ कफ سنسکرت میں مادۂ بلغم کو کہتے ہیں۔ اور اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جھاگ ہوتا ہے عجب نہیں کہ دونو اصل میں ایک ہوں ؛

کشف - کچھوا۔ سنسکرت میں کچھ چپ कच्छप کہتے ہیں (دیکھو فصل ش صفحہ ۷۹) ؛

نیلوفر - کو سنسکرت میں نیلوت پل नीलोत्पल کہتے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۶) ؛
کبھی سنسکرت کا بھ فارسی میں ف کی آواز سے بولتا ہے ؛

ناف - فارسی لفظ ہے۔ سنسکرت میں نابھی नाभि کہتے ہیں ؛

ل

"لفظ کے حق میں ملائم اور صاف حرف ہے۔ قُربِ مخرج۔ اور مناسبت طبع اسے ر کے ساتھ ہم آواز کرتی ہے ÷

پالان۔ فارسی لفظ ہے۔ سنسکرت میں۔ پریان पर्याण اور پلیان पल्यान بھی کہتے ہیں

م

قُربِ مخرج۔ اور ہمسائگی کے اثر سے چند حرفوں کے ساتھ فارسی میں مبادلہ پر آمادہ رہتی ہے۔ ان میں سے ہے ن جیسے گجیم سے گجین اور بام سے بان ÷

اس میں ن غنّہ کا بھی مادّہ ہے۔ چنانچہ جب ن کے بعد ب آتی ہے تو م کے ساتھ لکھتے ہیں۔ جیسے۔ گنبد۔ گمبد۔ جنبش میں م کی آواز ہے۔ لکھنے میں ن آتا ہے۔ دُم کی اصل دُنب تھی۔ اور یہی اثر ہے کہ دھوم سنسکرت کا لفظ بگڑ کر برج بھاشا میں دھواں ہو گیا (دیکھو فصل ن کی تمہید) ÷

خم اور خُنب۔ فارسی میں مٹکے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کنبھ कुम्भ ہے ÷

شام۔ فارسی میں دن کے کنارہ کو کہتے ہیں۔ جو رات سے ملتا ہے۔ سنسکرت میں سانئے सायं کہتے ہیں اور سانئنگ کہتے ہیں۔ اہل دکن پنڈت۔ سائم کہتے ہیں۔ شائم فارسی میں جا کر شام ہو گیا ہو۔ یا کوئی اور ایسا لفظ ہو کہ یہاں آکر سائنگ ہوا۔ فارسی میں شام ہوا۔ دکن میں سائم کہلایا۔ اور اس میں تو شک نہیں کہ स اکثر ش کی آواز دے جاتا ہے۔ (دیکھو فصل ن میں دش صفحہ ۸۸) ÷

کم۔ فارسی میں زیادہ کی ضد ہے۔ سنسکرت میں کَن कण ریزہ کو کہتے ہیں ÷

گرم سوت۔ فارسی میں اُس کپڑے کو کہتے ہیں جس میں سوت ریشم ملا ہوا ہو۔ سنسکرت میں گربھ سوتر गर्भ सूत्र کہتے ہیں۔ (دیکھو فصل ر میں حذف ر کی مثالیں صفحہ ۷۳) ÷

دیتا ہے۔ اگر فارسی میں ک ہوگیا تو کچھ تعجّب نہیں ؂

کاہ ۔سنسکرت میں ککش कत्त ہے۔ (دیکھو بیان کشا त्त صفحہ ۸۲)

کبھی سنسکرت میں ک ہوتا ہے۔ فارسی میں گر پڑتا ہے

موش ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں موشک मूषक کہتے ہیں۔ زبان مذکور میں موش मूष چور کو کہتے ہیں۔ چوہا بڑا چوٹّا جانور ہے۔ اس لئے یہ نام پایا۔ سنسکرت کا ک خصوصیت وصفی پر دلالت کرتا ہے۔ جیسے گندھک गंधक میں ؂

نال ۔ فارسی میں نرسل۔ یا نلی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں نالک नालक کہتے ہیں ؂

آگفت ۔ فارسی میں بمعنی آفت تھا۔ سنسکرت میں آپت आपत ہے۔ ک یا اصل میں تھا۔ سنسکرت میں ضائع ہوا۔ یا اصل میں نہ تھا۔ فارسی میں زیادہ ہوگیا۔ (دیکھو فصل ف صفحہ ۸۴)

بتو۔ بتہ ۔ فارسی میں خشکی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں بھکت भक्त ہے (دیکھو فصل بھ۔ صفحہ ۶۳)

گ

بموجب بیان ہائے مذکورہ بالا کے سنسکرت کا گھ۔ فارسی میں گ خالص کی آواز دیتا ہے ؂

گرم ۔ فارسی میں اسم صفت ہے۔ سنسکرت میں۔ گھرم घर्म بمعنی گرمی ہے بیچ میں اسی نے آواز بدلی۔ گھام घाम ہوگیا ؂

گیسو ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں کیش केश ہے (دیکھو فصل ش۔ صفحہ ۷۷)

مگس ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں مکشیکا मक्षिका ہے (دیکھو فصل س۔ صفحہ ۸۱)

انگژ ۔ انکش (دیکھو فصل ژ۔ صفحہ ۷۷) ؂

کبھی سنسکرت کا ک۔ فارسی میں گ بولا جاتا ہے

شگون ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں شگن शकुन کہتے ہیں ؂

مہمان - فارسی ہے - اور اہل لغت کہتے ہیں - کہ - مہ بمعنی سردار - اور مان حرف تشبیہ ہے (یعنی بزرگ وار) - ٹیک چند بہار کہتے ہیں - کہ سنسکرت میں مہما महिमा بمعنی تعظیم و توقیر ہے - اور کبھی تعریف کے موقع پر بھی آتا ہے - چونکہ مہمان کی تعظیم و توقیر - ہر قوم اور ہر ملک میں رسم عام ہے - عجب نہیں کہ مہمان کے لئے مستعمل ہو گیا ہو*

و

قرب مخرج زبانِ فارسی میں بھی اسے بعض حرفوں کی طرف کھینچتا ہے - یہی اثر سنسکرت میں بھی ظاہر ہوتا ہے - چنانچہ اکثر ب کے ساتھ بدلا جاتا ہے *

کوز - فارسی میں کبڑے کو کہتے ہیں - سنسکرت میں کُبجا कुब्जा کہتے ہیں (دیکھو فصل ب)

کبھی ک سے آواز بدلتا ہے

ہستو - فارسی میں بمعنی معترف و اقراری ہے - مرکب ہے ہست - و سے یعنی تمہاری بات پر ہاں - اور درست ہے - کہنے والا گویا ہست میں و نے فاعلیت کے معنی پیدا کئے ہیں - سنسکرت میں آستک आस्तिक اقراری کو کہتے ہیں *

نستوہ اور نستو - فارسی میں لڑاک - بد اعمال - جھگڑالو آدمی کو کہتے ہیں - اور امر تحقیقی وہی ہے کہ - ن نفی کا ہے - اس لئے ہستو - اقراری - نستو - بمعنی منکر ہے جھگڑالو آدمی بات کو نہیں مانتا - ہر دلیل کی نفی کرتا ہے - اس لئے اسے نستوہ یا نستو کہتے ہونگے - سنسکرت میں ناستک नास्तिक بمعنی منکر ہے اور یہی سبب ہے کہ دہریہ منکر الٰہی کو ناستک کہتے ہیں *

کبھی ے کی آواز دیتی ہے

سرون - فارسی میں سینگ کو کہتے ہیں - سنسکرت میں شرینگ शृंग کہتے ہیں *

کبھی سنسکرت میں و ہوتا ہے - فارسی میں نہیں ہوتا

جی - زبانِ ژند میں بمعنی پاک و پاکیزہ تھا - اس واسطے تعظیم کے لئے آتا تھا سنسکرت میں جیو जीव روح کو کہتے ہیں - ظاہر ہے کہ روح سے زیادہ کیا چیز پاکیزہ ہو سکتی ہے

ن

فارسی میں اس حرف کی آوازیں عجب رنگ دکھاتی ہیں۔ دیکھو جن یا جان میں جبکہ ن کو ظاہر کرکے بولیں تو ایک آواز ہے۔ لیکن جب جان میں غُنّہ بولیں تو کچھ اَور آواز ہے۔ جنگ میں کچھ اَور رنگ ہے۔ اور جب ن ساکن کے بعد ب آجائے تو خاصی م کی آواز ہوتی ہے۔ انتہا ہے کہ خُنب کا خم (مٹکا) بن گیا۔ اور اب خُنب کوئی جانتا بھی نہیں۔ اسی طرح دُنب کی دُم رہ گئی۔ اور دُنب کوئی پہچانتا بھی نہیں۔ مگر سمجھنے والے تاڑ جاتے ہیں کہ یہی پھیل کر دُنبہ ہوگئی ہے۔ (دیکھو فصل م کی تمہید صفحہ ۸۷)

ستنبہ بوزن شکمبہ۔ فارسی میں بدشکل آدمی اور ہیبت ناک اور ڈراؤنی چیز کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں ستمبہ स्तम्भ اُس دُور کی چیز کو کہتے ہیں کہ نظر تو آئے۔ مگر نہ معلوم ہو کہ کیا ہے۔ اور اُس چیز کو بھی کہتے ہیں جس کے سہارے سے اَور چیز کھڑی ہو اور سخت اور قوی ہیکل آدمی کو۔ اور میل کو بھی کہتے ہیں۔ جو نشان راہ کے لئے بناتے ہیں۔ اور ستنب स्तम्भ بھی انہی معنوں میں آیا ہے ٭

ریسماں۔ (دیکھو فصل ے صفحہ ۹۴) ٭

کبھی سنسکرت میں ہوتا ہے۔ فارسی میں نہیں ہوتا

دوش۔ فارسی میں کندھے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دوشن दोषन् کہتے ہیں ٭

کام۔ فارسی میں مقصد و مراد کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں کامنا कामना کہتے ہیں یا یہ کہو۔ کہ جو کام سنسکرت میں ایک مقصد نفسانی ہے۔ وہ اَب فارسی میں عام مقصد کے لئے بولتے ہیں ٭

ہشت۔ فارسی ہے۔ سنسکرت اشٹن अष्ट ہے ٭

پُر۔ فارسی میں خالی کی ضد ہے۔ سنسکرت میں پُورن पूर्ण ہے ٭

دُش۔ فارسی قدیم میں بمعنی بدی تھا۔ اسی سے ہے دشمن۔ دشنام۔ سنسکرت میں دوش दोष دوشہ یا دوشن दोषन عیب ہے ٭

کبھی سنسکرت میں نہیں ہوتا فارسی میں ہوتا ہے

عزم و آہنگ ☆

ہشت - عدد ۸ - سنسکرت میں اشٹ अष्ट کہتے ہیں ☆

ہستہ - (دیکھو استہ فصل الف صفحہ ۵۹) ☆

ہویدا - فارسی ہے - وہی سنسکرت میں اُدے उदय ہے ☆

ہُکچہ - ہُلک - ہکہ - فارسی میں ہچکی کو کہتے ہیں - سنسکرت میں ہکّا हिक्का وہی ہے ☆

فارسی کی ہ سنسکرت میں کبھی س کی آواز دیتی ہے

ہُور - فارسی ہے - آفتاب کو کہتے ہیں - سنسکرت میں سُوریے सूर्य کو کہتے ہیں ☆

ماہ - فارسی میں چاند کو کہتے ہیں - سنسکرت میں ماس मास مہینے کو کہتے ہیں - اور فرق بہت خفیف ہے - برہان میں لکھا ہے کہ ماس بمعنی ماہ ہے معلوم نہیں کس زبان کا لغت ہے ☆

گیاہ - فارسی ہے - سنسکرت میں گھاس घास کہتے ہیں ☆

ہفت - فارسی میں عدد ۷ ہے - سنسکرت میں سپت सप्त کہتے ہیں ☆

نہ - فارسی میں حرف نفی ہے - سنسکرت میں نس निस् اور نِ: نि اور न ہے فارسی قدیم میں نیا اور ژند میں نید ہے ☆

ہم - فارسی میں بمعنی ہمدگر ہے - اور فارسی قدیم - اور ژند میں بھی یہی معنی تھے سنسکرت میں سم सम बمعنی باہم ہے ☆

سنسکرت میں کبھی ش کی آواز دیتی ہے

گروہ - فارسی ہے - سنسکرت میں کروش कोष کہتے ہیں - یہی خراب ہو کر کوس ہو گیا ☆

دہ - فارسی میں ۱۰ ہے - سنسکرت میں دش दश کہتے ہیں ☆

سنسکرت میں ک کی بھی آواز دیتی ہے

آملہ - فارسی ہے - سنسکرت میں آملک आमलक کہتے ہیں ☆

مردہ - فارسی ہے - سنسکرت میں مرتک मृतक اور مرت मृत بھی کہتے ہیں - (دیکھو فصل دال صفحہ ۷۰) ☆

غالباً اصلیت دونو کی ایک ہوگی ٭

در- دروازہ - فارسی ہے۔ سنسکرت میں۔ دوار द्वार کہتے ہیں ٭

گری - فارسی میں گلے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں گریو ग्रीवा کہتے ہیں۔ اسی سے ہے گریبان ٭

پُر - فارسی ہے۔ خالی کی ضد۔ سنسکرت میں پورن पूर्ण کہتے ہیں ٭

تن - فارسی ہے۔ ترجمۂ بدن۔ سنسکرت میں تنو तनु کہتے ہیں ٭

گلو - فارسی میں گلے کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں گوَ لَو गोलव کہتے ہیں ٭

ماست - فارسی میں دہی کو کہتے ہیں سنسکرت میں مستو मस्तु بلوئے ہوئے دہی کو کہتے ہیں ٭

دش - فارسی - دوشہ یا دوش दोष بمعنی عیب و بدی - (دیکھو صفحہ ۸۸) ٭

کبھی سنسکرت میں نہیں ہوتا - فارسی میں ہوتا ہے

گیسو - سنسکرت میں کیس ہے (دیکھو فصل گ - صفحہ ۸۶) ٭

پُور - بمعنی پسر - سنسکرت میں پُتر ہے - (دیکھو فصل ت - صفحہ ۶۴) ٭

ہ

قُرب مخرج اور مناسبت طبعی فارسی میں بھی اکثر حرفوں کے ساتھ مبادلہ پر آمادہ کرتی ہے - ان میں سے ہے **الف** - جیسے - ہیچ - ایچ - ہنگام - انگام - کبھی س سے - جیسے - راہ - راس - کبھی ک سے جیسے - پوتہ - پوتک (خزانہ) - اور پروانہ - پروانک - کبھی ے سے جیسے راہگاں - رایگاں ٭

یہی مناسبت طبع ہے کہ فارسی اور سنسکرت کے الفاظ میں بھی اکثر حرفوں سے آواز بدلتی ہے ٭

فارسی کی ہ سنسکرت میں کبھی الف کی آواز دیتی ہے

ہرپاسپ - فارسی میں سیّارۂ آسمانی کو کہتے ہیں سنسکرت میں آربشی उर्वशी اندر کے اہل دربار میں سے ایک مصاحب کا نام ہے - اُر उर بمعنی بزرگ بشی वशी

غ ۔ یوغ وغیرہ بہت سے الفاظ فارسی میں بھی
لے جاتے ہیں کبھی ہ سے جیسے روہندہ ۔ روشندہ ۔
یت سنسکرت میں بھی ظہور کرتا ہے تو بیجا نہیں ٭

) ٭
وست کو کہتے ہیں سنسکرت میں جار जार عورت کے
ی خبث پر ہے ٭
پاد पाद کہتے ہیں اور اسی سے ہے پاوک पादक
کا پیک اور پاے بند سنسکرت میں ہے پادبندھ पादबंध ٭
ے سنسکرت میں و ہوتی ہے
ب سنسکرت میں اسے ۔ بدھو वधू کہتے ہیں ۔ وہی
वधू بہو ہو گئی ٭

٦) ٭
نسکرت میں مدّ मद्य اور مدّھو मधु کہتے ہیں ۔

تی ہے ۔ فارسی میں نہیں ہوتی
مصدر ہے سنسکرت میں کاریہ कार्य اور کرم
ہے کہ افعال اور اُن کے مشتقات ان دونو زبانوں میں

ہ गृह کہتے ہیں ٭
کو کہتے ہیں سنسکرت میں کرمی कृमि کہتے ہیں ٭
یو वायु کہتے ہیں ٭
خیر میں جو ی الف مدّہ کے بعد لکھی نظر آتی ہے ۔

زیرہ - (دیکھو فصل ز۔ صفحہ ۷۵) *

کاہ - (دیکھو فصل ک۔ صفحہ ۸۶) *

سنسکرت میں کبھی و کی آواز دیتی ہے

رجہ - فارسی میں الگنی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں رجو रज्जु رسّی کو کہتے ہیں *

شہد - فارسی ہے - سنسکرت میں کشودر क्षौद्र کہتے ہیں ष कبھی فقط ش کی آواز بھی دیتا ہے یا فارسی میں جاکر ک گر پڑا ہو - ر۔ سنسکرت میں اکثر زائد ہوتی ہے۔ (دیکھو فصل ر صفحہ ۳۰)

پیہ - فارسی میں چربی کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں پیور पीवर اور پین पीन کہتے ہیں *

نہ - فارسی میں ۹ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں نو नव ہے *

سنسکرت میں کبھی ے کی آواز دیتی ہے

آہن - فارسی ہے - سنسکرت میں آیس अयस کہتے ہیں۔ س - ہ سے بدل گئی - ی۔ کی جگہ۔ ن آگیا ہے اور پھر قلب ہوگیا ہے - زمانہ کی طول مدّت اور زبانوں کے انقلاب کس نے دیکھے - دونو لفظوں کا کچھ نہ کچھ تعلّق معلوم ہوتا ہے *

کبھی فارسی میں ہوتی ہے۔ سنسکرت میں نہیں ہوتی

ہوا - فارسی ہے - سنسکرت میں ہ۔ محذوف ہے - وایو वायु کہتے ہیں - اخیر میں و۔ زیادہ ہوگیا *

انگارہ - فارسی میں آگ کے ڈلے کو کہتے ہیں۔ اسی کو سنسکرت میں انگار अंगार کہتے ہیں *

گریوہ - فارسی میں پشتے اور چھوٹی پہاڑی کو کہتے ہیں سنسکرت میں گرایو गिर پہاڑ کو کہتے ہیں *

کبھی فارسی میں نہیں ہوتی۔ سنسکرت میں ہوتی ہے

نے - فارسی میں نلی یا نرسل کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں نیہو नेहु کہتے ہیں *

ی

قرب مخرج کے سبب سے فارسی میں بھی کئی حرفوں کے ساتھ ہم آوازی کرتا ہے -

یں موجود ہے اور اس کا کچھ تعجب نہیں۔ یہ اصل میں فارسی قدیم کا لفظ ہے جس طرح ایک سکہ لین دین میں فارس سے عرب میں پہنچا۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی آگیا ٭

ارم۔ عربی میں باغ شداد کا نام ہے۔ سنسکرت میں آرام आराम عیش باغ کو کہتے ہیں ٭

اوج۔ عرب میں بمعنی بلندی ہے۔ سنسکرت میں اوچ उच्च کے یہی معنی ہیں شائد پہلوی ہو۔ جس کا پہلو عرب سے ملتا ہے اور عجب نہیں کہ سنسکرت اور نجوم کی وکالت سے ہند کا مسافر عرب میں جا پہنچا ہو ٭

شک۔ عربی میں یہی لفظ ہے جسے ہم تم شک شُبہہ کہتے ہیں۔ سنسکرت میں اصلی لفظ شک शाक ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا ماخذ ہے کہ اس کے مشتقات میں ن زیادہ ہوجاتا ہے۔ انہی میں سے ہے۔ شنک शङ्का جو کہ بھاشا کے محاورہ میں بھی بولا جاتا ہے ٭

ناد۔ ندا۔ عربی لفظ ہے۔ اصلی آواز کا عکس جو کہ پہاڑ یا عالیشان مکانوں سے پلٹ کر آئے۔ سنسکرت میں۔ ناد नाद بمعنی آواز ہے ٭

بدن۔ عربی ہے۔ سنسکرت میں بدن बदन سر و چہرہ کو کہتے ہیں ٭

صبح۔ عربی ہے۔ شَوَہ पावह سنسکرت ہے ٭

قبر۔ عربی ہے۔ سنسکرت میں स्वभ्र سُوَبھر ہے ٭

دوا۔ عربی ہے۔ سنسکرت میں دوا दुवा کے یہی معنی ہیں ٭

افعال

عزیزانِ وطن! تم جانتے ہو کہ سنسکرت کا جو کچھ رشتہ ہے۔ ژند کے ساتھ ہے۔ جو کہ ایک زمانہ میں فارس کی زبانوں پر خدائی سلطنت کرتی تھی۔ فارسی موجودہ وہاں کے ایک قطعہ کی پراکرت (عوام کی بولی) ہے۔ جیسے تمہارے ہاں برج بھاشا۔ باوجود اس کے دونو کے فعل اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ اگر کوئی دونو زبانوں کا ماہر مطابقت

کبھی تلفظ میں آتی ہے۔ کبھی نہیں آتی مگر اضافت اور صفت میں ظاہر ہوتی ہے۔ اکثر محقق کہتے ہیں کہ وہ۔ ی اصلی ہے۔ بعضے کہتے ہیں کہ زائد ہے "اضافت اور صفت کی حالت میں اظہار حرکت کے لئے لکھ دیتے ہیں" جو اصلی سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر جزو لفظ نہ تھی۔ تو۔ پایہ۔ پایک۔ پیک۔ پایدار وغیرہ الفاظ میں کہاں سے پیدا ہو گئی۔ اور سنسکرت کے الفاظ اُن کی تائید کرتے ہیں۔ دیکھ لو پاے کی ے۔ دال سے بدلی ہوئی ہے۔ ہواے کی ے کو تم نے خود دیکھ لیا۔ یہ بھی سنسکرت میں جزو لفظ ہے ؀

کبھی فارسی میں ہوتی ہے۔ سنسکرت میں نہیں ہوتی

ریشم۔ ریشہ۔ فارسی ہے۔ سنسکرت میں رشمی रश्मि تار۔ ریشہ۔ رگ وغیرہ کو کہتے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے سورج کی کرن کو اور کبھی باگ اور باگ ڈور کو بھی کہتے ہیں اور عجب نہیں کہ ریشم بھی اسی سے نکلا ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ ریسمان کا رشتہ بھی اُس سے جا ملتا ہو ؀

فائدہ۔ عزیزانِ وطن! تم نے یہ قاعدہ دیکھ لیا کہ اہل تحقیق نے مختلف زبانوں کو سمجھ سوچ کر ۳ حلقوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور اصل اصول اس میں یہ رکھا ہے کہ جو ایک حلقہ کی زبانیں ہونگی۔ اُنہیں کے الفاظ باہم ملتے جُلتے اور آپس میں مشابہ ہونگے۔ یہ نہ ہوگا۔ کہ ایرین کے حلقہ کی ایک زبان ہو۔ اور اُس کے الفاظ غیر حلقہ کی کسی زبان کے الفاظ سے مشابہ ہو جائیں۔ لیکن میں تمہیں اس مقام پر اکثر الفاظ ایسے بھی سُناتا ہوں کہ ظاہر میں عربی کے الفاظ معلوم ہوتے ہیں۔ اور اسی واسطے انہیں سیمیٹک کے دائرہ سے باہر نہ ہونا چاہیئے تھا باوجود اس کے وہی لفظ سنسکرت میں بھی موجود ہیں۔ چونکہ خاص ایرین زبان ہے یہ اتفاقی اتفاق ہے ؀

ذات۔ عربی لفظ ہے۔ سنسکرت میں جات जाति انہی معنوں میں موجود ہے۔ مگر یہ اصل میں زاد کا مبدّل ہے۔ (دیکھو فصل د۔ صفحہ ۷۰) ؀

دینار۔ عربی میں سونے کے سکّہ کو کہتے ہیں۔ سنسکرت میں دینار दीनार انہی معنوں

کرنے بیٹھے تو شائد چند فعل کا اختلاف رہ جائے - تم ضرور کہو گے کہ سنسکرت میں ۲۴ صیغے ہیں اور فارسی موجودہ ہیں ۶ - میرے دوستو یہ کچھ تعجب کی بات نہیں پراکرت بولیوں میں زیادہ باریکیاں نہیں ہوتیں - اور رشتہ ان دونو کا واسطہ در واسطہ ہے - وہ بھی سینکڑوں برس دُور جا پڑا - پھر بھی صیغوں کی ساخت اور صورت میں دیکھو کس قدر ملتے ہیں*

ہستید	ہستی	ہستند	ہست
स्थ ستھ	हसी ہسی	स्तः ستہ	अस्ति استی
	ہستیم	ہستم	
	स्मः سمہ	हस्मि ہسمی	
بودید	بودی	بودند	بود
भवथ بھوتھ	भवसि بھوسی	भवन्ति بھونتی	भवति بھوتی
	بودیم	بودم	
	भवामः بھوامہ	भवामि بھوامی	

یہاں پھر جتانا واجب ہے کہ **است** کو جو خاص و عام کتابوں میں حرف ربط لکھتے ہیں سنسکرت میں استی अस्ति بمعنی ہستن ہے اور انگلستان اور جرمن کے محقق کہتے ہیں کہ است ماضی کا صیغہ ہے استن سے - انگریزی میں اس کی جگہ ہے - is اِز - دیکھو اگرچہ ز کی آواز دیتا ہے - مگر s سے لکھا جاتا ہے - اور وہاں بھی فعل سمجھا جاتا ہے - لاطینی میں ایسٹ - یونانی میں ایسنٹ ہے - المانی میں است استعمال کرتے ہیں*

معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا میں فارس کے عربی دانوں کی بے پروائی سے حرف لکھا گیا - اور اسی طرح کتابوں میں درج ہوتا چلا آیا - پھر کسی نے خیال نہ کیا - حقیقت میں فعل ہے کیونکہ تمام اوصاف و خواص فعل کے ہیں*

(۱) ضمائر فاعلی کو دیکھو - باوجودیکہ فارسی مروّج علمی زبان نہیں پھر بھی کس قدر سنسکرت